مسلمان لڑکیوں کیلئے سیدھی سادی، صاف اور سلیس اُردو میں
اخلاقی درسوں اور معاشرتی سبقوں اور تمدنی ہدایتوں

مُسلمان بیبیاں

مرتّبہ
اعجاز الحق قدوسی

مکتبہ جامعہ ملّیہ اسلامیہ دہلی

بار اول ایک ہزار

قیمت ۹ر

فہرست مضامین

۲۹۶

تقریظ

(جناب مولانا مولوی عنایت اللہ صاحب ناظم دارالترجمہ سرکار عالی)

میں نے مولوی اعجاز الحق قدوسی کی کتاب "مسلمان بیبیاں" کے چند اوراق پڑھے، میری رائے میں یہ کتاب مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کے حق میں نہایت مفید اور مصلح اخلاق ثابت ہوگی، میں نے مولوی صاحب ممدوح کا مسودہ اپنے خاندان کی ایک بی بی کو پڑھنے کو دیا تھا، اُن بی بی کی رائے بھی یہی ہے کہ یہ کتاب ضرور چھپنی چاہیئے، یہ از اول تا آخر نہایت سودمند باتوں سے بھری ہے، اور ایسی کتابوں کی لڑکیوں کو تعلیم و تربیت اور مذہب کی ضروری باتوں سے آگاہ کرنے کے لئے سخت ضرورت ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ نادر تالیف جس اچھی غرض سے لکھی گئی ہے وہ پوری ہوگی

(دستخط)

محمد عنایت اللہ ناظم دارالترجمہ

۵ مہر ۱۳۴۶ ف

رائے

(مصورِ جذبات حضرت جوش ملیح آبادی ناظرِ ادبی و رکن دارالترجمہ سرکارِ عالی)

کتاب "مسلمان بیبیاں" مولفہ ادیب فاضل مولوی اعجاز الحق صاحب
جس شریفانہ تخیل کے ماتحت لکھی گئی ہے، وہ اس قابل ہے کہ اسے
بچیوں کے نصاب میں داخل کیا جائے، یہ کتاب ہماری بچیوں کی دماغی
اور ذہنی تربیت میں بہت مفید ثابت ہوگی، اور اُن کے روبرو ایک ایسا
نسائی بلند معیار پیش کرے گی جس پر عمل کر کے عورت گھر کی زینت اور
سوسائٹی کی برکت بن سکتی ہے،

(دستخط)

جوش

مورخہ ۵ شہریور

سنہ ۱۳۴۰ ف

رائے

(ادیب جلیل جناب مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب مددگار معتمد عدالت)

میں نے مولوی اعجاز الحق صاحب قدوسی کی کتاب "مسلمان بیبیاں" کو از اول تا آخر دیکھا، مولوی صاحب مجھ سے اس کے متعلق رائے مانگتے ہیں، مجھے اس قسم کی کتابوں اور مضامین کے دیکھنے کا اتفاق بہت کم ہوا ہے، لیکن اس کتاب کے دیکھنے کے بعد میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ اگر مسلمان بچیوں کے ہاتھ میں یہ کتاب گئی تو یقیناً اس کی زبان کی سلاست کی وجہ سے وہ اسکو شوق سے پڑھیں گی اور اس کے مضامین کے لحاظ سے ان کو ضرور فائدہ پہنچے گا،

(دستخط)

مرزا فرحت اللہ بیگ

۴ آبان سنہ ۱۳۴۰ فصلی

رائے

(از جناب مولوی سید تمکین کاظمی صاحب)

حضرت مولوی اعجاز الحق صاحب قدوسی کی کتاب "مسلمان بیبیاں" مطالعہ کرنے کا فخر مجھے بھی حاصل ہوا ہے، ماشاءاللہ نہایت عمدہ اور بہترین کتاب ہے، اس کی خصوصیتیں میری رائے میں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ یعنی ایک تو یہ کہ زبان بہت ہی پاک وصاف اور نہایت سلیس و شستہ ہے، جس کی یہ خصوصیت قابل ذکر ہے کہ بالکل با محاورہ اور ٹھیٹھ اردو کہے جانے کی مستحق ہے،

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اسمیں جگہ جگہ صحابیات رضؓ کے حوالے دیئے گئے ہیں اور اُن محترمات کے اشغال کو وضاحت کے ساتھ لکھا گیا ہے، جسکی وجہ سے پڑھنے والیاں اپنی واجب الاحترام صحابیات رضؓ کے کارناموں سے بھی واقف ہوجائیں گی بلحاظ نوعیت اور مضامین کتاب نہایت عمدہ ہے خدا کرے کہ ہمارا محکمۂ تعلیمات اس کتاب کو زنانہ مدارس کے کورس کیلئے قبول کرے۔ فقط

(دستخط)
سید تمکین کاظمی
۱۲ مارچ ۳۲ء

تمہید

اقوام کا عروج، قبائل کا تمدن، خاندانوں کی ترقی، گھرانوں کی تہذیب ان صغیر السن بچوں کی صحیح تربیت پر مبنی ہے جو کشمکش حیات میں پہلا قدم رکھتے ہیں اور جن کا آئینۂ حیات دنیاوی مکروہات اور برائیوں کے زنگ سے بالکل صاف ہوتا ہے۔ یہی وقت ہے جب ان کا دل برے اثرات سے مکدر یا اچھے اثرات سے مصفا و مجلّٰی ہو سکتا ہے اور ان کی خوابیدہ طاقتیں بیدار ہو سکتی ہیں وہ گھر خوش نصیب وہ تعلیمی مرکز مبارک ہے جو اس مغتنم وقت کی قدر کرے اور پاک و صاف آئینوں کو نور اخلاق اور شمع معاشرت کی روشنی سے منور بنانے کی سعی کرے۔

چھوٹے بچے فطرتاً قصے سننے کے شائق اور دلدادہ ہوتے ہیں، اور آخر عمر تک بچپن کے افسانے ان کے دلوں پر نقش رہتے ہیں، نیز ایک انسان کے اچھے کارنامے پڑھکر یا سن کر ان کے قلب میں غیر معمولی اثر اور اس کی تقلید کا جذبہ پیدا ہونا ایک فطری قانون ہے، اسلاف کے کارنامے سنا کر قوموں کے تخیلات میں انقلاب عظیم پیدا کیا جاسکتا ہے، اور تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ یہ تدبیر موثر ثابت ہوئی ہے، پس کیا ہی بہتر ہو کہ مسلمان بچوں کے سامنے ان کے بزرگوں کے صحیح واقعات بیان کئے جائیں جن کی صداقت

اثر و تاثیر کے بیش بہا خزانے اپنے اندر پوشیدہ رکھتی ہے اور معلم ان واقعات کو اس
طرح پیش کرے کہ جھوٹے افسانوں کی چاشنی بے مزہ ہو جائے اور سچے
تاریخی واقعات زندہ حقائق بن کر ان کے سامنے آجائیں۔ اپنے بزرگوں کے حالات سے وہ
باخبر ہوں اور ان کے دل میں میدان عمل کی طرف بڑھنے کا ولولہ پیدا ہو
ان بچیوں کی صحیح رہنمائی کے لئے جن کے کندھوں پر آگے چل کر گھرانوں
اور قبیلوں کی تربیت، تہذیب، تمدن و معاشرت کی اہم ذمہ داری
رکھی جانے والی ہے میں نے یہ مجموعہ جو صحابیاتؓ کے مذہبی، اخلاقی، اور
معاشرتی حالات پر مشتمل ہے تیار کیا ہے، اور صحت روایات کا حتی الوسع
اہتمام کیا ہے۔ اس کا بھی التزام رکھا گیا ہے، کہ عبارت ایسی سہل اور
دلچسپ ہو کہ بچیاں ابتدائے عمر میں جس طرز بیان سے مانوس ہوتی ہیں
اس میں اختلاف اور بلندی پیدا نہ ہو تاکہ مضامین بخوبی دل نشیں ہو جائیں
اور شوکت الفاظ تفہیم کی راہ میں حائل نہ ہو سکے۔ خدا کرے کہ یہ ناچیز سعی
موثر و کامیاب ثابت ہو اور بچیوں میں مذہبی، اخلاقی، اور معاشرتی زندگی
پیدا ہو۔

السعی منی والاتمام من اللہ

مؤلف

اعجاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارے ملک سے بہت دور سمندر پار ایک ملک ہے جس کو ملک عرب کہتے ہیں، اس ملک کے ایک شہر کا نام مکہ ہے، جس میں ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اس ملک کے لوگوں کی حالت بہت خراب تھی، وہ خدا کی جگہ پتھروں کو پوجتے تھے اور طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا تھے، شراب وہ پیتے، چوری کرنے میں انھیں کوئی شرم نہ تھی، جوئے کا رواج اُن میں بہت تھا، عورتوں پر طرح طرح کے ظلم کرتے تھے، غرضکہ دنیا کی کوئی برائی نہ تھی جس میں وہ نہ پھنسے ہوں۔

جب ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی اور اللہ میاں نے آپ کو نبی بنایا اور آپ کو خدا کا حکم ہوا کہ لوگوں کو سمجھائیں تو آپ نے اُن سب سے کہا کہ میں خدا کا نبی ہوں اُس نے مجھے تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے، دیکھو یہ بت عبادت کے قابل نہیں، نہ یہ خدا ہو سکتے ہیں بلکہ خدا تو وہ ہے جس نے مجھے، تمہیں، زمین، آسمان، اور تمام دنیا کو پیدا کیا، اسی کی عبادت کرو، اُسی سے ڈرو،

یہ سن کر آپ کی قوم آپ سے بگڑ بیٹھی اور خود آپ کے رشتے دار اور
دوسرے لوگ آپ کو تکلیفیں پہنچانے لگے مگر آپ پر ان تکلیفوں کا
اثر نہ ہوتا۔ آپ برابر خدا کا حکم لوگوں تک پہنچانے میں لگے رہے
وہ باتیں جو آپ لوگوں سے کہتے بالکل سچی اور خدا کی طرف سے تھیں
اور حقیقت میں اُن کے فائدے کی تھیں، آہستہ آہستہ سمجھ دار لوگوں
نے آپ کو مانا اور آپ کے حکموں پر عمل کرنا شروع کر دیا، اور بتوں
کی پوجا چھوڑ کر خاص اپنے رب کی عبادت کرنے لگے اور ہر وقت
آپ کی خدمت میں رہنے لگے، انہی بزرگوں کو ہم صحابہؓ کہتے ہیں
اور اس زمانہ کی بیبیاں جو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کے حکموں
پر آخر دم تک چلیں وہ صحابیات کہلاتی ہیں، جب کوئی مرد یا عورت
ہمارے نبی پر ایمان لاتا تو مکہ کے بے دین لوگ اس کے دشمن
ہو جاتے اور اس کو بہت تکلیفیں دیتے مگر اللہ اور اس کے رسول ؐ
کی محبت میں صحابہ اور صحابیات سب مصیبتوں کو خوشی خوشی سہتے
اور تکلیفوں پر صبر کرتے تھے،

ان بزرگوں کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے
زیادہ ہے اور ان کا ہر کام ہمارے لئے بہت اچھا نمونہ ہے۔
دنیا میں سب سے پہلے ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ

علیہ وسلم پر آپ کی بی بی حضرت خدیجہ رضؓ ایمان لائیں اور یہ بزرگی
اور بڑائی عورتوں ہی کو حاصل ہوئی کہ سب سے پہلے اسلام قبول
کرنے اور حضرت رسولؐ پاک پر ایمان لانے والی ایک عورت ہی
تھیں، یہ وہ وقت تھا کہ اسلام لانے میں جان اور مال ہر چیز کا
خطرہ تھا، مگر صحابہؓ اور صحابیاتؓ نے اسلام اور رسول پاک کے لئے
ساری مصیبتیں سہیں اور اپنی جان اور مال کی اسلام کے مقابلے میں
بالکل پروا نہیں کی، اُن سچے مسلمانوں نے اپنے دین، خدا، اور
رسولؐ خدا کی محبت میں جو جو مصیبتیں اٹھائیں ہم اُن میں سے چند
نمونے کے طور پر یہاں بیان کرتے ہیں،

دین و ایمان کیلئے مصیبتیں

حضرت فاطمہ رضؓ یہ حضرت عمر رضؓ کی بہن ہیں ایک روز
حضرت عمرؓ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دینے
کے ارادہ سے گھر سے نکلے، اسوقت تک یہ اسلام نہیں لائے تھے،
راستے میں اُن کی ملاقات ایک صحابیؓ سے ہوئی، حضرت عمرؓ نے
اُن سے کہا کہ افسوس ہے۔ تم نے اپنے باپ، دادا، کے مذہب کو
چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا، وہ بولے میں نے تو خیر اسلام قبول کر ہی
لیا ہے، مگر تمھارے خاص رشتے دار بھی تو اسلام لے آئے ہیں، پہلے

اپنے گھر کی خبر لو، پھر مجھے سمجھانا،

حضرت عمر نے پوچھا وہ کون،

صحابی نے جواب دیا تمہاری بہن اور تمہارے بہنوئی۔

یہ سن کر حضرت عمر کو بہت غصہ آیا، غصہ کی وجہ سے زیادہ بات چیت نہ کر سکے، سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے، وہاں جاکر دیکھتے کہ دروازہ بند ہے اور قرآن شریف پڑھنے کی آواز آرہی ہے، آپ نے غصہ میں دروازے پر دستک دی، جب دروازہ کھولا گیا تو بہن سے پوچھا یہ کیا آواز تھی، بہن نے جواب دیا کچھ نہیں، یہ سن کر حضرت عمر کو اور بھی غصہ آیا اور اپنے بہنوئی کو مارنے لگے۔ بہن نے بیچ بچاؤ کرنا چاہا تو اُن کے بال پکڑ کر گھسیٹے اور اسقدر مارا کہ ان کا تمام بدن زخمی ہوگیا، مگر وہ اسلام پر جمی رہیں اور انھوں نے کہا کہ تمہارا جو جی چاہے کرو، ہم اسلام کو نہیں چھوڑ سکتے، اس جواب کا حضرت عمر پر بڑا اثر ہوا، ادھر بہن کے بدن سے خون نکلتے دیکھا تو ذرا نرم پڑے، جب کچھ غصہ ٹھنڈا ہوا تو کہا اچھا جو تم پڑھ رہی تھیں وہ سناؤ تو سہی،

حضرت فاطمہ رضؓ نے قرآن شریف کے چند ورق اُن کے سامنے لاکر رکھ دیئے، حضرت عمر قرآن شریف پڑھتے جاتے تھے اور اُن کا بدن رعب سے کانپ رہا تھا، بے ساختہ پکار اٹھے کہ:۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

بی بی سمیہ رضؓ جب اسلام لائیں تو کافروں نے اُن کو گرم ریت پر دھوپ میں لوہے کی زرہ[1] پہنا کر لٹایا، مگر اسلام پر جمی رہیں آخر کار ایک کافر نے جس کا نام ابوجہل ہے بی بی سمیہ رضؓ کے برچھی ماری اور وہ شہید ہو گئیں،

بی بی لبینہ رضؓ اور زنیرہ کو حضرت عمرؓ اسلام لانے سے پہلے طرح طرح کی تکلیفیں دیتے، بی بی لبینہ رضؓ کو جب مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے میں نے تم کو اس لئے نہیں چھوڑا کہ مجھے تم پر رحم آگیا ہے، بلکہ اس لئے کہ میں تھک گیا ہوں،

توحید

ہمارے مذہب کی سب سے بڑی اور سب سے پہلی تعلیم توحید ہے، توحید کہتے ہیں خدا کو ایک ماننا، اُس کی ذات و صفات میں کسی کو ساجھی نہ ٹھیرانا، یعنی یہ ماننا کہ اللہ میاں ہی میں سب قدرتیں ہیں وہی مارتا ہے، وہی زندہ رکھتا ہے، اسی نے ہم سب کو پیدا کیا، وہی ہم سب کو رزق دیتا ہے، اسی کی طاقت اور قوت ہر چیز سے بڑھی ہوئی

---

[1] زرہ کرتے کی قسم کا ایک جنگی لباس ہے، جو لڑائی کے وقت پہنایا جاتا ہے، اور لوہے کا ہوتا ہے۔

ہے، وہ اپنے کاموں میں کسی کا محتاج نہیں، وہ سب کا حاکم ہے، اس پر کوئی حاکم نہیں، اُسی نے سب چیزوں کو پیدا کیا، مگر وہ خود کسی سے پیدا نہیں ہوا، نہ اُس کے ماں، باپ ہیں، نہ بھائی بہن، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ وہی عبادت کے لائق ہے،

صحابیات رضی اللہ عنہن نے بڑی بڑی مصیبتوں کے وقت بھی خدا کی توحید سے انکار نہیں کیا،

بی بی اُم شریک جب اسلام لائیں تو کافروں نے اُن کو دھوپ میں کھڑا کیا، عرب کے ملک میں گرمی بہت ہوتی ہے۔ دھوپ میں کھڑا کرنا وہاں کی سخت سزا تھی، ظالموں نے آپ کو دھوپ میں کھڑا کرکے روٹی کے ساتھ شہد کھانے کو دیا، روٹی اور شہد کی تاثیر گرم ہے شہد کھلانے سے یہ غرض تھی کہ خوب پیاس لگے، تین دن تک اُن کو دھوپ میں کھڑا کیا گیا، تیسرے روز کافروں نے اُن سے کہا کہ تم خدا کی توحید کا انکار کرو، اُن کے ہوش و حواس پر اس مصیبت کا اتنا اثر پڑا تھا کہ انکا مطلب نہ سمجھ سکیں، آخر کافروں نے آسمان کی طرف اشارہ کرکے بتایا کہ خدا کی توحید سے انکار کرو، بی بی اُم شریک نے اُن کا مطلب سمجھتے ہی کہا کہ خدا کی قسم میں تو توحید کی ویسی ہی جمی ہوئی ہوں،

بی بی اُم سلیم رضہ مدینہ میں اسلام لائیں، اِن کے خاوند کافر تھے یہ ہمیشہ اپنے خاوند کو اسلام کی خوبیاں سمجھاتی تھیں، اس وجہ سے بی بی اُم سلیم رضہ کے خاوند خفا ہو کر شام کے ملک میں چلے گئے اور وہیں مرے، مگر بی بی اُم سلیم رضہ نے اُن کی بالکل پروا نہ کی اور وہ اسلام پر اُسی طرح جمی رہیں۔

ان ہی حضرت اُم سلیم رضہ کو جب ابوطلحہ نے نکاح کا پیغام دیا تو یہاں بھی اُن کو وہی مشکل پیش آئی جو پہلے خاوند سے جدائی کا سبب بنی تھی، یعنی یہ کہ ابوطلحہ بھی کافر تھے، بی بی اُم سلیم رضہ نے کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ میرا تمھارا ساتھ کیوں کر ہو سکتا ہے، میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول مانتی ہوں، تم لکڑی اور پتھروں کو پوجتے ہو میں تم ہی سے پوچھتی ہوں کہ یہ لکڑی اور پتھر جن کو انسان نے بت کی صورت بنایا ہے، اور پھر خود ہی اُن کو پوجتا ہے کیا وہ آسے کچھ نفع اور نقصان پہنچا سکتے ہیں؟

ابوطلحہ پر حضرت اُم سلیمؓ کی ان باتوں کا اتنا اثر ہوا کہ وہ کچھ دن کے بعد بی بی اُم سلیم رضہ کے پاس آکر اسلام لائے، اس کے بعد اُم سلیم نے اُن سے نکاح کر لیا۔

شرک سے بیزاری ہماری آسمانی کتاب قرآن شریف میں اللہ میاں

نے شرک کی جگہ جگہ برائی بیان کی ہے ایک جگہ فرمایا،

وَمَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ٥	جو (کسی کو) خدا کا شریک بناتے تو (اُس کا حال ایسا ہے جیسے وہ آسمان پر سے گر پڑا پھر (یا تو) اُس کو (راہ میں سے شکاری) پرندے اُچک لیجائیں گے یا اُس کو ہوا کسی دور جگہ لے جا کر ڈال دے گی"

(سورۂ حج رکوع ۱۰)

دوسری جگہ ارشاد ہے،

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللّٰهِ أَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ ۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ٥	جن لوگوں نے خدا کے سوا (دوسرے) کارساز بنا رکھے ہیں، اُن کی مثال مکڑی کی ہے کہ اُس نے بھی گھر بنایا اور کچھ شک نہیں کہ گھروں میں بودے سے بودا مکڑی کا گھر ہے کاش یہ لوگ (اتنی بات) جانتے"

تیسری جگہ ہے،

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ○

اللہ یہ (گناہ) تو معاف کرتا نہیں کہ اس کے ساتھ شریک گردانا جائے اور اس سے کم جس کو چاہے معاف کرے اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک گردانا وہ (راہ راست سے بڑی) دور بھٹک گیا۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسولِ خدا نے، حضرت معاذؓ سے فرمایا کہ اے معاذ رضؓ تم جانتے ہو کہ اللہ میاں کا حق بندوں پر کیا ہے، اور بندوں کا حق اللہ میاں پر کیا ہے، حضرت معاذ نے کہا اللہ اور اُس کا رسولؐ زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اللہ میاں کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کریں، اور کسی کو اس کا شریک (ساجھی) نہ بنائیں اور بندوں کا حق اللہ میاں پر یہ ہے کہ جو بندے اللہ کا کسی کو شریک نہیں ٹھیراتے اُن پر عذاب نہ کرے۔

صحابیاتؓ کو شرک سے بہت نفرت تھی، وہ اپنے مشرک عزیزوں اور رشتے داروں سے بھی ملنا پسند نہیں کرتی تھیں، بی بی اسماء رضؓ بڑی پکی مسلمان تھیں، اُن کو شرک سے اس قدر نفرت

تھی کہ ایک مرتبہ اُن کی والدہ اُن کے پاس کچھ تحفہ تحائف لے کر آئیں مگر چونکہ وہ اسلام نہیں لائی تھیں، اس لئے بی بی اسمار رضؓ نے اُن کو اپنے مکان میں ٹھیرنے نہیں دیا اور نہ اُن کے تحفے قبول کیے اور بی بی عائشہ رضؓ سے کہلا بھیجا کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں کہ مجھے ایسے موقع پر کیا کرنا چاہیئے، آپ نے فرمایا کہ اُن کی لائی ہوئی چیزیں لے لو اور انھیں اپنے مکان میں ٹھیراؤ، یہی اللہ کا حکم ہے، جب بی بی اسمار رضؓ کو حضرت رسول پاک کا حکم معلوم ہو گیا تو انھوں نے بڑی عزت سے اپنی والدہ کو اپنے یہاں ٹھیرایا اور اُن کی لائی ہوئی چیزیں قبول کر لیں، حضرت رسولؐ پاک کی بی بی حضرت اُم حبیبہ رضؓ کو شرک سے اس درجہ نفرت تھی کہ ایک دفعہ اُن کے والد ابو سفیان کسی وجہ سے آنحضرتؐ کے پاس مدینہ منورہ آ گئے، یہ اُسوقت تک اسلام نہیں لائے تھے۔ چونکہ اُن کی بیٹی حضرت اُم حبیبہ رضؓ بھی وہیں موجود تھیں، ابو سفیان اُن سے ملنے کے لئے گئے، اتفاقاً جب یہ گھر میں پہنچے ہیں تو حضرت رسولؐ پاک کا بچھونا بچھا ہوا تھا، ابو سفیان اس بچھونے پر بیٹھنا چاہتے تھے کہ حضرت اُم حبیبہ رضؓ نے فوراً بچھونے کو الٹ دیا، ابو سفیان کو اس بات پر بہت غصہ آیا اور بیٹی سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کو بچھونا

مجھ سے زیادہ عزیز ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا ہے آپ چونکہ مشرک ہیں اس لئے اس پر بیٹھنے کے قابل نہیں۔

رسولؐ کی محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر مسلمان پر فرض ہے، حدیث شریف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں مومن وہی ہوگا جو مجھے اپنے باپ اپنی اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب رکھے۔

صحابیات رضؓ آنحضرتؐ کی محبت کو اپنا ایمان سمجھتی تھیں،

بی بی ام عمارہ رضؓ احد کی لڑائی میں شریک تھیں، اس لڑائی میں ابن قمیہ کافر نے حضرت رسولؐ پاک پر تلوار سے حملہ کیا تو بی بی ام عمارہ بے چین ہوگئیں فوراً تلوار سے ابن قمیہ پر وار کیا مگر وہ لوہے کی دو زرہیں پہنے تھا، اس لئے اس پر کچھ اثر نہ ہوا، اس نے پلٹ کر ان کے تلوار ماری، جس سے وہ زخمی ہوئیں، بعد میں اچھی تو ہوگئیں مگر کاندھے پر اس زخم کا نشان ہمیشہ رہا۔

بی بی عائشہ رضؓ نے حضرت رسولؐ پاک کی وفات کے

بعد ایک دفعہ کھانا منگایا، پھر فرمایا ایسا کبھی نہ ہوا کہ میں نے پیٹ بھر کر کھایا ہو اور مجھے رونا نہ آیا ہو۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمایا مجھے وہ وقت یاد آتا ہے، جب رسولؐ پاک نے دنیا کو چھوڑا خدا کی قسم دن میں دو مرتبہ بھی آپ نے پیٹ بھر کر روٹی اور گوشت نہیں کھایا۔

حضرت صفیہ رضؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہیں، جب حضرت رسولؐ پاک بیمار ہوئے تو آپ کی تمام بیبیاں آپ کو پوچھنے کے لئے آئیں، حضرت صفیہ رضؓ نے حسرت بھری آواز میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری تمنا ہے کہ آپ کی تمام مصیبتیں مجھے مل جائیں، اور آپ اچھے ہو جائیں، یہ سن کر اور دوسری بیبیاںؓ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں، آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ سچی ہے (یعنی دل سے کہتی ہے) ایک دفعہ آپنے پانی یا دودھ پیا، اس میں سے کچھ بچ رہا تو حضرت اُم ھانی رضؓ کو دیا، انھوں نے کہا یوں تو میرا روزہ ہے مگر میں آپ کا جھوٹا واپس کرنا پسند نہیں کرتی،

آنحضرت صلعم کی اطاعت

دنیا میں کوئی شخص بھی آنحضرت صلعم کے حکموں پر

چلے بغیر فلاح نہیں پا سکتا، قرآن کریم میں ہے

وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ (سورۂ احزاب۔ رکوع ۵)	اور جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کا کہا مانا اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔!

دوسری جگہ ارشاد ہے،

وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝ سورۂ مائدہ رکوع ۱	اور اللہ کا حکم مانو اور رسولؐ کا حکم مانو اور (نافرمانی سے) بچتے رہو اس پر بھی اگر تم (خدا کے حکم سے) پھیر بیٹھو گے تو جانے رہو کہ ہمارے رسول کے ذمہ تو (ہمارے حکموں کا) صاف طور پر پہنچا دینا ہے،

صحابیاتؓ ہر کام میں رسولؐ پاک کی اطاعت کرتی تھیں اور مشکل سے مشکل موقعوں پر بھی رسولؐ پاک کے حکموں کو بجالاتیں بی بی عائشہ رضؓ رسولؐ پاک کو چاشت[۵۷] کی نماز پڑھتے دیکھتی تھیں اس لئے خود بھی اس نماز کو بڑی پابندی سے پڑھتی تھیں،

۵۷۔ تقریباً ۹ بجے دن کے وقت جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے۔

بی بی اُم سلمہ رضؓ جو حضرت رسولؐ پاک کی بی بی ہیں ایک مرتبہ بال گندھوا رہی تھیں کہ اتنے میں رسولؐ پاک کی آواز مبارک سنی ابھی آپ نے خطبہ شروع کیا تھا، اور صرف یہ فقرہ زبان مبارک سے ادا فرمایا تھا،

یَاَیُّھَا النَّاسُ اے لوگو!

کہ اس فقرے کے سنتے ہی اُن بی بی نے کنگھی کرنے والی سے فرمایا کہ جلدی بال باندھ دو، اُس نے عرض کیا کہ اتنی جلدی کیوں ہے ابھی تو حضرت رسولؐ پاک نے ایہا الناس ہی فرمایا ہے بی بی اُم سلمہ رضؓ نے فرمایا خوب کیا ہم آدمیوں میں شامل نہیں فوراً ہی خود بال باندھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور خطبے میں جا کر شامل ہو گئیں اور تمام خطبے کو کھڑے ہو کر سنا،

حضرت رسولؐ پاک نے اُس حج میں جس کے بعد آپ کی وفات ہوئی اپنی بیبیوں سے فرمایا کہ اس حج کے بعد گھر سے نہ نکلنا، حضرت زینب رضؓ اور حضرت سودہ رضؓ نے اس حکم کی اس سختی سے پابندی کی، کہ تمام عمر گھر سے باہر نہ نکلیں بی بی سودہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے حج کیا، عمرہ ادا کیا اب اللہ میاں کے حکم سے گھر میں بیٹھی ہوں،

بی بی عائشہؓ ایک دفعہ عرفہ کے دن روزے سے تھیں،
گرمی کا موسم تھا، دھوپ اتنی تیز تھی۔ کہ لوگ اپنے سروں پر
بار بار پانی کے چھینٹے دے کر وقت کاٹ رہے تھے، کسی نے حضرت
عائشہ سے کہا روزہ توڑ دیجئے آپ نے جواب دیا میں نے رسولؐ
پاک سے سنا ہے کہ عرفے کے روزے سے سال بھر کے گناہ
معاف ہو جاتے ہیں، میں کیسے اس روزے کو توڑ سکتی ہوں،
بی بی زینبؓ بنت جحش کے بھائی کا انتقال ہوا تو اس
کے چوتھے روز آپ نے اُن عورتوں کے سامنے جو وہاں موجود
تھیں خوشبو لگائی اور فرمایا مجھے اسوقت خوشبو لگانے کی ضرورت
نہ تھی مگر میں نے حضرت رسولؐ پاک کو ممبر پر فرماتے ہوئے
سُنا کہ کسی مسلمان عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند
کے سوا اپنے کسی دوسرے عزیز و قریب کا تین دن سے زیادہ
سوگ کرے،

عبادات

نماز ہمارے حضرت رسولؐ پاک پر پانچ وقت کی نمازیں
فرض کی گئیں قرآن کریم میں جابجا نماز کی تاکید ہے،

ایک جگہ ارشاد ہے،

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِکُمْ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا	اور نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے رہو اور جو کچھ بھلائی اپنے لئے پہلے سے بھیج دوگے اس کو خدا کے ہاں پاؤگے۔ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اسکو دیکھتا ہے،

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دفعہ رسول پاک نے صحابہؓ سے پوچھا کہ اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو، اور وہ اس میں پانچ وقت نہائے تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہیگا، لوگوں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے کہ اُن کے ذریعہ سے اللہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولؐ پاک سے پوچھا کہ اللہ کو کون سا کام زیادہ پسند ہے، فرمایا نماز،

عبداللہ بن شقیقؓ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ اعمال میں نماز کے سوا کسی چیز کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے،

آجکل عورتیں نماز میں بہت غفلت کرتی ہیں، نماز کے چھوڑنے کے لئے اُن کو بہت سے بہانے مل جاتے ہیں، مگر وہ نہیں جانتیں

کہ قیامت کے روز سب سے پہلے انسانوں سے نماز کے متعلق پوچھا جائے گا،

صحابیات رضہ نماز کی بہت پابند تھیں اور سب کاموں سے زیادہ نماز کو ضروری سمجھتی تھیں، ہم فرض نمازوں کی بھی اتنی پابندی نہیں کرتے، جتنی وہ سنتوں اور نفلوں کا خیال رکھتی تھیں،

بی بی عائشہ کا حجرۂ مبارک مسجد نبویؐ سے ملا ہوا تھا جب رسولؐ پاک مسجد میں نماز پڑھاتے تو یہ اپنے حجرہ میں سے آپ کی اقتدا کرتیں،

بی بی ام حبیبہ رضہ نے رسولؐ پاک سے سنا تھا کہ جو آدمی ہر روز بارہ رکعت نفل پڑھے گا۔ اللہ میاں اس کے لئے جنت میں گھر بنائیں گے، وہ ان نفلوں کو بڑی پابندی سے پڑھتی تھیں،

بی بی خولہ بنت حکیم رضہ دن کو روزہ رکھتیں اور راتوں کو عبادت کرتی تھیں،

بی بی عائشہ رضہ اشراق[1] کی نماز کو برابر پابندی سے پڑھتی تھیں حالانکہ رسولؐ پاک نے اس نماز کو ساری عمر میں ایک دفعہ پڑھا تھا،

بی بی عائشہ رضہ تہجد کی نماز رسولؐ پاک کے ساتھ ادا فرماتی تھیں

---

[1] ۔ وہ نماز جو سورج نکلنے کے بعد پڑھی جاتی ہے ۔

اور کبھی کبھی ساری رات رسولؐ پاک کے ساتھ نفلیں پڑھتیں،

زکوۃ اور صدقہ مال کے جمع کرنے میں عورتیں بہت مشہور ہیں، زیور بنوانے کا شوق اُن میں حد سے بڑھا ہوا ہے، مگر بہت کم عورتیں ایسی نکلیں گی جو روپیہ اور زیور کی زکوۃ ادا کرتی ہوں مسلمانوں میں بہت کم گھرانے ایسے دکھائی دیں گے جہاں اللہ میاں اور اس کے رسولؐ کے خوش کرنے کے لئے مال خیرات کیا جاتا ہو، مگر صحابیاتؓ ہر کام میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی خوشی ڈھونڈھتیں اور ہر طرح اپنی آخرت کے سنوارنے کی کوشش کرتیں، خدا اور رسول کے حکموں کے سامنے مال اُن کو بے حقیقت سی چیز دکھائی دیتا تھا، قرآن شریف میں ہے،

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔	جو لوگ چاندی اور سونا جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کے راستے میں خرچ نہیں کرتے جتا دیجئے کہ اُن کے لئے سخت عذاب ہے۔

دوسری جگہ ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥

(سورۂ بقرہ - رکوع ۵)

جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام (بھی) کئے اور نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے رہے اُن (کے کئے) کا ثواب اُن کے پروردگار کے ہاں ملے گا، اور اُن پر نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے،

تیسری جگہ ارشاد ہے،

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ ٥

(سورۂ اٰل عمران - رکوع ۱۰)

(لوگو!) جب تک (خدا کی راہ میں اُن چیزوں میں سے) خرچ نہ کرو گے جو تم کو عزیز ہیں نیکی (کے درجے) کو ہرگز نہ پہنچ سکو گے اور کوئی سی چیز بھی خرچ کرو اللہ اس کو جانتا ہے،

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ پاک نے فرمایا کہ جو آدمی مال دار ہو کر مال کی زکوۃ نہیں نکالتا قیامت کے دن وہ مال سانپ بنا کر اُس کی گردن میں ڈالا جائے گا،

حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسولؐ
پاک نے فرمایا کہ جو آدمی سونے اور چاندی کا مالک ہو اور اس
کی زکوٰۃ نہ دے قیامت کے دن اُس کے لئے آگ کی تختیاں
بنائی جائیں گی اور اُن کو دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر
اُن تختیوں سے اُس کے پہلو، ماتھے، اور کمر کو داغا جائے گا،

بی بی عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ جب زکوٰۃ نہ دی جائے اور
وہ مال میں ملتی رہے تو وہ زکوٰۃ اس مال کو تباہ کر دیتی ہے،

حضرت ابوذرؓ نے رسولؐ پاک سے پوچھا کہ اللہ میاں کے
یہاں خیرات کا کیا ثواب ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ میاں کے
یہاں خیرات کا ثواب کئی گنا زیادہ ہے،

ایک روایت میں ہے کہ خیرات خدا کے غصہ کو فرو کر دیتی
ہے اور بُرے خاتمے سے بچاتی ہے،

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ خیرات کرنے میں جلدی کرو
اس لئے کہ بلائیں صدقے سے بڑھنے نہیں پاتیں،

ایک صحابیہ رضؓ اپنی ایک لڑکی کو رسول پاک کے پاس لے کر
آئیں، وہ لڑکی سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھی، آپ نے فرمایا کیا
تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟

انھوں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا کیا تمھیں یہ پسند ہے کہ اس کے بدلے قیامت کے دن اللہ میاں اس کو آگ کے کنگن پہنائیں، انھوں نے یہ سنا تو اسی وقت وہ کنگن نکال کر رسول پاک کے سامنے ڈال دیئے، اور کہا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے ہیں،

حضرت زینبؓ نے جو ہمارے رسولؐ پاک کی بیوی ہیں، اپنی وفات کے وقت روپیہ پیسہ کچھ نہیں چھوڑا، اُن کو جو کچھ ملتا تھا خیرات کرتی تھیں،

بی بی عائشہؓ کے پاس ایک مرتبہ ایک صحابی آئے، آپ نے اُن سے پوچھا کیا تمہارے کوئی اولاد ہے، اُنھوں نے عرض کیا نہیں، بولیں اگر میرے پاس دس ہزار درم ہوتے تو میں تم کو دیتی، اتفاق سے اُسی دن شام کو حضرت معاویہؓ نے آپ کی خدمت میں کچھ رقم بھیجی، جب وہ روپیہ بی بی عائشہؓ کے پاس پہنچا تو فرمایا میں کس قدر جلد آزمائی گئی، اُسی وقت اُن صحابی کو بلا کر دس ہزار درہم دیئے، اُنھوں نے اُس روپیہ سے ایک باندی خریدی،

بی بی عائشہؓ کے پاس ایک مرتبہ عبداللہؓ بن زبیرؓ نے

ایک لاکھ درہم بھیجے، آپ اُس دن روزے سے تھیں، بی بی عائشہ رضہ نے اُسی وقت سب مال خیرات کر دیا، حضرت اُم ذرہ رضہ نے جو آپ کی باندی ہیں عرض کیا اگر اس روپیہ میں سے کچھ گوشت خرید لیا جاتا تو روزہ کھولنے کے کام آتا، فرمایا تم نے پہلے سے یاد دلایا ہوتا۔

بی بی اسماء رضہ اس قدر خیرات کرتیں کہ اُن کے پاس کچھ نہ بچتا جب بالکل ہاتھ خالی ہو جاتا تو قرض لیتیں، لوگوں نے پوچھا آپ قرض کیوں لیتی ہیں، بولیں جو آدمی ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے، اللہ میاں اس کی مدد کرتے ہیں، میں اس کی مدد کو ڈھونڈتی ہوں،

بی بی اسماء رضہ کو اپنی بہن حضرت عائشہ رضہ کی وفات کے بعد ترکے میں ایک جنگل ملا تھا، مگر انھوں نے اس کو ایک لاکھ درہم میں بیچ کر سارا روپیہ اپنے عزیزوں میں بانٹ دیا،

حضرت زینب رضہ کے خاوند حضرت عبداللہ ابن مسعود رضہ بہت غریب تھے ۔ یہ ایک ہنر جانتی تھیں اُس کے ذریعہ سے اپنے خاوند کی خدمت کرتیں اور اپنے بچوں کو پالتیں، پر جو کچھ کماتیں وہ سب گھر میں خرچ ہو جاتا اتنا بھی نہ بچتا کہ وہ کسی

کو کچھ صدقہ اور خیرات کرسکیں،

ایک دن انھوں نے اپنے خاوند سے کہا کہ میں جو کچھ کماتی ہوں وہ تم پر اور تمہارے بال بچوں پر خرچ ہوجاتا ہے میں صدقہ اور خیرات کچھ بھی نہیں کرسکتی، تم ہی بتاؤ بھلا اس میں میرا کیا فائدہ؟ اُن کے خاوند نے جواب دیا میں تم کو نقصان میں نہیں رکھنا چاہتا، تم اپنا فائدہ سوچ لو یہ جواب سن کر بی بی زینب حضرت رسولؐ پاک کے پاس پہنچیں اور کہا کہ یا رسولؐ اللہ میں ایک ہنر جانتی ہوں میرے خاوند بہت غریب ہیں جو کچھ کماتی ہوں وہ سب کا سب میرے خاوند اور بچوں پر صرف ہوجاتا ہے، اس لئے میں غریبوں اور مسکینوں کو صدقہ نہیں دے سکتی، ایسی صورت میں کیا مجھکو کچھ ثواب ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں،

بی بی اُم سلمہؓ خود بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتیں اور دوسروں کو بھی اس کی نصیحت کرتی تھیں، ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے بی بی اُم سلمہؓ سے کہا اماں! میرے پاس مال اتنا جمع ہوگیا ہے کہ اب تباہی کا ڈر ہے، بولیں بیٹا خرچ کرو۔

ایک دفعہ رسولؐ پاک نے عید کے خطبے میں صدقے اور خیرات کی فضیلتیں بیان کیں اس مجلس میں عورتیں بھی موجود تھیں انھوں

نے اپنے کانوں کی بالیاں اور ہاتھوں کے چھلے اتار اتار کر اللہ کے لئے دیئے، اتفاق سے اس وقت بی بی اسماء رضؓ کے پاس سوائے ایک باندی کے کچھ نہ تھا، انھوں نے اس باندی کو بیچ کر سارا روپیہ اللہ کے راستے میں دیدیا، یاد رکھو! ہماری طرح صحابیات صدقہ دینے میں تھوڑے بہت کا خیال نہ کرتی تھیں، بلکہ اُن کے پاس جو کچھ بھی ہوتا مانگنے والے کو دیتیں۔

بی بی عائشہ رضؓ کے پاس ایک عورت مانگتی ہوئی آئی اس کی گود میں دو چھوٹے بچے تھے اس وقت آپ کے پاس سوائے ایک چھوارے کے کچھ نہ تھا، آپ نے اُس چھوارے کے دو ٹکڑے کرکے دونوں بچوں میں بانٹ دیئے،

روزہ مسلمانوں پر سال بھر میں ایک مہینے کے روزے فرض ہیں، قرآن شریف میں ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○	مسلمانو! جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزہ رکھنا فرض تھا تم پر بھی فرض کیا گیا تاکہ تم (بہت سے گناہوں سے) بچو،

روزوں کا مہینہ بڑی برکتوں کا مہینہ ہے، قرآن شریف اور

حدیث شریف میں اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

اس مہینہ میں ہمارے رسولؐ پاک پر خدا کا پیغام یعنی قرآن کریم اُترا، حضرت رسولؐ پاک فرماتے ہیں کہ رمضان کے مہینے میں شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح حضرت رسولؐ پاک نے روزہ رکھنے والوں کو بڑی بڑی خوشخبریاں سنائی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، اُن میں سے ایک دروازے کا نام ریان ہے اُس دروازے سے سوائے روزہ رکھنے والوں کے اور کوئی داخل نہ ہو سکے گا، دوسری جگہ آپ نے فرمایا کہ اللہ میاں فرماتے ہیں کہ روزہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اُس کا بدلہ دوں گا،

اِن فضیلتوں اور برکتوں کے ہوتے ہوئے بھی افسوس ہے کہ بعض عورتیں روزہ نہیں رکھتیں اور بعض گھروں میں رمضان شریف کا پورا مہینہ گزر جاتا ہے، مگر روزہ رکھنے کا خیال تک نہیں آتا صحابیات رضؓ رمضان شریف کے روزوں کے سوا نفلی روزے بھی نہیں چھوڑتی تھیں بلکہ بعض بعض نے تو ساری عمر کے روزے رکھے،

رسولؐ پاک کی بیوی حضرت اُمِ سلمہؓ مہینہ میں تین دن پیر، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھتی تھیں،

رسولؐ پاک کی دوسری بیوی حضرت حفصہؓ نے آخر دم تک روزے نہ چھوڑے

حضرت ابو اُمامہؓ نے کئی دفعہ حضرت رسولؐ پاک سے عرض کیا کہ میرے لئے شہادت کی دعا کیجئے کہ میں اللہ کے راستے میں کام آؤں آپ نے ہر مرتبہ اُن کے لئے سلامتی کی دعا کی آخر مرتبہ ابو امامہؓ نے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا کام بتا دیجئے کہ مجھ کو اللہ اُس میں فائدہ دے، آپ نے فرمایا کہ روزے رکھا کرو، ابو امامہؓ نے اس ارشاد کے بعد کوئی روزہ نہیں چھوڑا، وہ ہر دن روزہ رکھتے تھے، اور اس نیک کام میں اُن کی بیوی اور ان کا نوکر بھی خوشی سے ساتھ دیتے تھے، یہاں تک کہ یہ گھر روزے داروں کا گھرانا مشہور ہو گیا۔ اگر اتفاق سے اُن کے مکان میں دھواں اٹھتا تو لوگ سمجھتے کہ ابو اُمامہؓ کے گھر کوئی مہمان ہے،

حج ویسے تو حج مال داروں اور دولت مندوں پر فرض ہے، اسلام نے غریبوں اور مفلسوں کو اس کا پابند نہیں بنایا، مگر اس سہولت اور آسانی کے ہوتے ہوئے بھی

جب ہم عورتوں کی صف پر نظر ڈالتے ہیں تو بہت کم عورتیں ایسی دکھائی دیتی ہیں جن کے دل میں اس فرض کے ادا کرنے کا شوق اور ولولہ ہو، ہاں مال و دولت کے جمع کرنے میں اور قسم قسم کے زیور بنوانے میں عورتیں سب سے آگے آگے ہیں،

بی بی عائشہؓ نے حضرت رسولؐ پاک سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے،

حضرت ابو ہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ پاک نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے لئے حج کیا اور حج کے قاعدوں کی پوری پوری پابندی کی اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے، جیسے بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے معصوم پیدا ہوتا ہے، حج کی ان فضیلتوں اور ثواب کے حاصل کرنے کے لئے صحابیاتؓ بے چین رہتی تھیں اور وہ اس برکت والے فرض کو اپنے معذور رشتے داروں کی طرف سے بھی ادا کرتی تھیں، بعض صحابیاتؓ نے تو قریب قریب ساری عمر حج نہیں چھوڑا،

بی بی عائشہؓ تقریباً ساری عمر حج ادا کرتی رہیں اور انھوں نے اس فرض کو کبھی ترک نہیں کیا،

خاندان خثعم کی ایک بی بی نے حضرت رسولؐ پاک سے عرض کیا کہ اللہ میاں نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے، میرے باپ اتنے بوڑھے ہیں کہ وہ اس فرض کو سواری پر بھی سوار ہو کر ادا نہیں کر سکتے، کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں آپ نے فرمایا ہاں،

حج کے سفر میں ایک بی بی نے اپنا بچہ حضرت رسولؐ پاک کو دکھایا اور پوچھا کیا اس کا بھی حج ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، اور اس کا ثواب بھی تمہیں ملے گا،

اخلاق اخلاق نام ہے اچھی عادتوں اور عمدہ خصلتوں کا، حضرت رسولؐ پاک کی شان میں اللہ میاں نے یوں بیان فرمایا،

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ — بے شک تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں اچھے نمونے کی باتیں ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ — بے شک آپ بڑے خلق پر ہیں،

ایک آدمی نے حضرت رسولؐ پاک سے پوچھا کہ اللہ میاں نے جو کچھ انسان کو دیا ہے اُن میں سب سے اچھی کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا اچھی عادتیں،

جو نیک مرد اور نیک بیبیاں یعنی صحابہ اور صحابیات حضرت رسولؐ پاک پر ایمان لائیں اور آپ کے حکموں پر چلیں اور انھوں نے اپنی عادتوں اور خصلتوں کو حضرت رسولؐ پاک کی عادتوں کے موافق بنایا گیا ہمارے لیئے اُن سے بہتر کوئی اور نمونہ ہو سکتا ہے؟

عزیز بچیو! اب ہم تمہیں اخلاق کے کچھ دلچسپ نمونے صحابیاتؓ کے سچے حالات میں سے سناتے ہیں اور وہ اچھی اچھی عادتیں جن کو اُنھوں نے حضرت رسولؐ پاک سے سیکھا ہے بیان کرتے ہیں تاکہ تم بھی اپنی زندگی میں، اپنے خیالات میں، اور اپنی عادتوں میں اُن بزرگ بیبیوں کے طریقوں پر چلنے کی کوشش کرو جنھوں نے حضرت رسولؐ پاک کی پیروی کر کے اپنے آپ کو ساری دنیا کے لیئے نمونہ بنایا،

حیا

شرم اور حیا ایمان کا حصّہ ہے، خاص کر عورتوں کا اصلی زیور ہے، حضرت رسولؐ پاک فرماتے ہیں کہ حیا اور ایمان دونوں چیزیں ملی ہوئی ہیں، جب ان دونوں میں سے

ایک کو اٹھایا جاتا ہے تو دوسری چیز خود بخود اُٹھ جاتی ہے،

دوسری روایت میں ہے کہ حیا ایمان کی شاخ ہے،

دیکھنے میں آتا ہے کہ دوسروں کی دیکھا دیکھی ہماری ماؤں، بہنوں نے بھی اب کچھ وہ طریقے اختیار کرنا شروع کر دیئے ہیں جو ہماری اشراف بیبیوں کیلئے زیبا نہیں، لباس پہنیں گی تو ایسا کہ جس سے سارا بدن جھلکتا ہوا نظر آئے، یہ طریقہ اور وضع حضرت رسولؐ پاک ناپسند فرماتے تھے، اِس سے صحابیاتؓ کو بھی بہت نفرت تھی،

آنے والے حالات کو غور سے پڑھو اور دیکھو کہ صحابیات میں شرم کس قدر بڑھی ہوئی تھی، یہ سچے حالات تمہیں بتائیں گے کہ مسلمان بیبیوں کے لئے یہ وصف کتنا ضروری ہے،

بی بی عائشہؓ لباس میں شریعت کا بڑا خیال رکھتی تھیں، ایک مرتبہ اُن کی بھتیجی حضرت حفصہؓ باریک دوپٹہ اوڑھ کر اُن کے سامنے آئیں، بی بی عائشہؓ نے دیکھتے ہی غصہ میں آکر اُس دوپٹہ کو پھاڑ ڈالا، اور فرمایا کیا تم نہیں جانتیں کہ اللہ میاں نے سورہ نور میں عورتوں کے لئے کیا احکام اُتارے ہیں، اُس کے بعد اُن کو ایک موٹے کپڑے کا دوپٹہ منگوا کر اُڑھایا،

بی بی عائشہ رضہ ایک دفعہ ایک گھر میں مہمان اتریں، گھر والے کی جوان لڑکیوں کو دیکھا کہ وہ بغیر چادر اوڑھے نماز پڑھ رہی ہیں، آپ نے اُن کو سختی سے روکا اور کہا آئندہ کوئی لڑکی بے چادر اوڑھے ہوئے نماز نہ پڑھے،

بی بی عائشہ رضہ کے پاس ایک مرتبہ شام کے ملک سے کچھ عورتیں آئیں اُس ملک میں دستور تھا کہ عورتیں حمام میں جاکر ننگی ہوکر نہاتی تھیں، آپ نے فرمایا تم وہی عورتیں ہو جو حماموں میں جاتی ہیں رسول ؐ پاک نے فرمایا جو عورت گھر کے باہر کپڑے اُتارتی ہے وہ خدا کے قہر اور غضب میں کوئی روک باقی نہیں رکھتی،

بی بی عائشہ رضہ اتنی شرمیلی تھیں کہ جب حضرت عمر رضہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو نزع کے وقت اُنھوں نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضہ کو بی بی عائشہ رضہ کے پاس بھیجا اور اپنی تمنا ظاہر کی کہ وہ اپنے حجرے میں مجھے حضرت رسول ؐ پاک کے قدموں تلے دفن ہونے کی اجازت دیں، بی بی عائشہ رضہ نے فرمایا یہ جگہ اگرچہ میں نے اپنے لیئے رکھی تھی، مگر میں خوشی سے عمر رضہ کے لئے اس کی اجازت دیتی ہوں، جب حضرت عمر رضہ حضرت عائشہ رضہ کے حجرہ مبارک

میں دفن ہوئے تو اس کے بعد حضرت عائشہ رضؓ رسولؐ پاک کے مزار مبارک پر کبھی بے پردہ نہیں آئیں۔

حضرت عائشہ رضؓ کو پردہ کا اسقدر خیال تھا کہ ایک دفعہ اُن کے پاس ایک بزرگ اسحاق تابعی (جو نابینا تھے) آئے اور آپ اُن سے چھپنے لگیں، حضرت اسحاق نے کہا آپ مجھ سے پردہ کیوں کرتی ہیں میں تو آپ کو دیکھ نہیں سکتا، آپ نے فرمایا تم مجھے نہیں دیکھتے مگر میں تو تم کو دیکھ سکتی ہوں۔

رسولؐ پاک کی صاحبزادی بی بی فاطمہ رضؓ زہرا بہت شرمیلی تھیں جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت اسماء رضؓ سے کہا کہ مجھے یہ بھلا نہیں معلوم ہوتا کہ مردوں کی طرح عورتوں کا جنازہ کھلا ہوا قبر تک جائے اس میں عورتوں کی بے پردگی ہوتی ہے یہ بات مجھے اچھی نہیں معلوم ہوتی اور مجھے کسی طرح نہیں بھاتی، حضرت اسماء رضؓ بولیں کہ میں نے حبش کے ملک میں ایک اچھا دستور دیکھا ہے، یہ کہہ کر کھجور کی کچھ ٹہنیاں منگائیں اور اس پر کپڑا تانا جس سے پردے کی شکل پیدا ہو گئی، بی بی فاطمہ زہرا رضؓ بہت خوش ہوئیں اور فرمایا یہ بہت اچھا قاعدہ ہے، بی بی فاطمہ رضؓ کی وفات کے بعد اُن کا جنازہ حضرت اسماء رضؓ کے بتائے ہوئے قاعدے پر

اٹھا یا گیا،

غیبت اور بدگوئی دیکھنے میں آتا ہے کہ غیبت کا مرض آجکل عام ہے، عورتوں میں خاصکر یہ زیادہ پایا جاتا ہے، جہاں چار عورتیں جمع ہوئیں اور انھوں نے اِس کی غیبت اور اُس کی برائی شروع کر دی، کسی کو بُرا کہنے میں اُن کو کوئی خوف نہیں ہوتا، وہ بے روک ٹوک جو کچھ اُن کی زبان پر آتا ہے کہتی چلی جاتی ہیں، غیبت اور بُرائی کو انھوں نے اپنی عادت بنا لیا ہے وہ اس بارے میں خدا اور رسول خدا سے بالکل نہیں ڈرتیں یہ عادتیں اس قدر بُری ہیں کہ اِن کی وجہ سے بڑے بڑے خاندانوں میں جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں، دلوں میں ایک دوسرے سے نفرت بیٹھ جاتی ہے اور اِس قسم کی عادتوں والا انسان بہت جلد لوگوں میں ذلیل ہو جاتا ہے، قرآن شریف میں ہے،

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا	مسلمانو! لوگوں کی نسبت بہت شک کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض شک (داخل) گناہ ہیں اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ط اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝

سورۃ الحجرات

رکوع ۱۳

رہا کرو اور نہ تم میں سے ایک ایک کو پیٹھ پیچھے برا کہے ۔ بھلا تم میں سے کوئی (اِس بات کو) گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے یہ تو تم کو گوارا نہیں (تو غیبت کیوں کر گوارا ہو کہ یہ بھی ایک قسم کا مردار کھانا ہے) اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تو یہ کا قبول کرنے والا اور رحیم ہے،

ایک صحابی نے رسولؐ پاک سے پوچھا کہ کونسی چیز میرے لیئے زیادہ خطرناک ہے ۔ جس میں مبتلا ہونے سے آپ ڈرتے ہیں آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اس کی برائی سے،

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے جو روزے دار تھے، رسولؐ پاک کے سامنے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی، جب وہ نماز پڑھ چکے تو رسولؐ پاک نے اُن دونوں سے فرمایا اپنے وضو اور نماز کو دہراؤ، اُن دونوں نے پوچھا کیوں

رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ تم نے فلاں آدمی کی غیبت کی ہے۔
صحابیات رضؓ کی مجلسیں ایسی باتوں سے بالکل پاک ہوتی تھیں،
اُن کی مجلسوں میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ذکر کے سوا
کچھ نہ ہوتا تھا، وہ اپنا سارا وقت شریعت کے مسئلوں کے
معلوم کرنے ۔ اور اُن پر عمل کرنے میں خرچ کرتی تھیں، اگر
اتفاق سے کسی کی بُرائی چھڑ جاتی تو کوئی نہ کوئی ٹوک دیتیں،
اور غیبت کی باتیں فوراً روک دی جاتیں،

ایک دفعہ بی بی عائشہ رضؓ نے حضرت صفیہ رضؓ کو چھوٹے قد
والی کہہ دیا اگرچہ حضرت صفیہ کا قد چھوٹا ہی تھا، مگر اس پر بھی
رسولؐ پاک نے فرمایا، اے عائشہ رضؓ تم نے اس وقت ایسی بات
کہی کہ اگر اس کو سمندر میں ملا دیا جائے تو وہ بھی گدلا ہو جائے،

ایک خاوند کی دو بیبیوں میں آپس میں جس قدر
رنج اور اختلاف رہتا ہے اور وہ ایک دوسری کی بُرائی پر
جس قدر دلیر بے باک اور بے لگام ہوتی ہیں اُس کی مثالیں
بہت سی ملیں گی، اگر بدقسمتی سے خاوند کے پوچھنے پر ایک بی بی کو
دوسری کی بُرائی کا موقع مل جائے تو وہ خاوند کے سامنے
برائیوں کے دفتر کھول دیتی ہے اور اُس کو اپنی خوش قسمتی

سمجھتی ہے، مگر حضرت رسول پاک کی بیبیاں اس سے بچتی تھیں،
ہمارے رسول پاک نے اپنی دوسری بیوی حضرت زینبؓ
سے پوچھا کہ عائشہ رض کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے اور وہ کیسی
ہیں حضرت زینبؓ نے جواب دیا کہ اُن میں بھلائی کے سوا میں
میں کچھ نہیں دیکھتی۔

بی بی عائشہ۔ کسی وجہ سے حضرت حسّان سے ناراض
تھیں، اس ناراضی کو دیکھ کر بی بی عائشہ رض کے بعض رشتے داروں
نے حضرت حسّان کو بُرا کہنا چاہا، آپ نے اپنے عزیزوں کو
بہت سختی سے رُوکا اور فرمایا حسّان کو برا نہ کہو، یہ رسول پاک
کی طرف سے مشرک شاعروں کو جواب دیتے تھے،

صبر انسان پر مختلف حالتیں آتی ہیں، کبھی
وہ اپنی کامیابیوں پر خوش ہوتا ہے، کبھی مصیبتیں
اس کو چور چور کر دیتی ہیں، اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ مصیبت اور
پریشانی میں لوگوں کے مُنہ سے بہت بُرے بُرے کلمے نکل
جاتے ہیں، خاص کر عورتیں مصیبت کے موقع پر ایسی ایسی بیہودہ
باتیں زبان سے نکال دیتی ہیں کہ اگر اُن کے معنی پر غور کریں
تو وہ کلمے کفر میں داخل ہوتے ہیں،

مصیبتوں کے وقت ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ صبر اور شکر سے کام لے کوئی کلمہ زبان سے ایسا نہ نکالے جس سے اللہ میاں ناراض ہوں، بہت جگہ دیکھا گیا ہے کہ جب کسی کا کوئی عزیز مرتا ہے یا کسی رشتے دار کا انتقال ہوتا ہے تو اس گھر کی عورتیں اپنے کپڑے پھاڑ لیتی ہیں، اپنے بالوں کو نوچتی ہیں، اپنی چھاتی کوٹتی ہیں، اور بعض دفعہ تو یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ اُن کی زبان سے سخت گستاخانہ باتیں نکلتی ہیں، جہینوں مُردے کی قبر پر جاکر روتی بیٹھتی ہیں، قرآن شریف میں ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ (سورۂ بقرہ۔ رکوع ۱۸)	مسلمانو! (تم کو کسی طرح کی مشکل پیش آئے تو اُس کے مقابلہ کیلئے) صبر اور نماز سے مدد لو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے،

حضرت رسول پاک فرماتے ہیں کہ جب کسی کا بچہ مرتا ہے تو اللہ میاں فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ تم نے میرے بندے کی روح قبض کی فرشتے عرض کرتے ہیں ہاں، پھر اللہ میاں فرماتے ہیں کہ تم نے اس کے باپ کے دل کی خوشی کو چھین لیا فرشتے

کہتے ہیں ہاں، پھر اللہ میاں پوچھتے ہیں کہ میرے بندے نے (یعنی اس بچے کے باپ نے) کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس بندے نے آپ کی تعریف کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں) پڑھا، پھر اللہ میاں فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک (اچھا سا) گھر بناؤ،

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت رسول پاک نے بین کرنے والے مرد اور بین کرنے والی عورت پر لعنت کی ہے،

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسولؐ پاک نے فرمایا کہ وہ آدمی ہمارے طریقے پر نہیں جس نے اپنے رخساروں کو پیٹا، اپنے گریبان کو پھاڑا اور جاہلیت کے زمانے جیسی چیخ پکار کی (یعنی یہ کہا کہ ہائے غضب ہائے ظلم ہائے مصیبت)،

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت رسولؐ پاک ایک قبر سے گزرے دیکھا کہ ایک عورت قبر کے پاس بیٹھی ہوئی رو رہی ہے، آپ نے اس عورت سے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صبر کرو، اس عورت نے کہا جاؤ تم پر میری جیسی مصیبت نہیں

پڑی، اس نے حضرت رسولؐ پاک کو پہچانا نہیں تھا، جب حضرت رسولؐ پاک تشریف لے گئے تو لوگوں نے اِن سے کہا کہ یہ رسولؐ پاک تھے، وہ دوڑی ہوئی رسولؐ پاک کے دربار میں حاضر ہوئیں اور فرمایا میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، رسولؐ پاک نے فرمایا کہ صبر کا ثواب مصیبت کے شروع ہی میں ہے۔ صحابیات رضؓ بڑی بڑی مصیبتوں پر صبر کرتی تھیں اور ایک بول بھی شریعت کے خلاف اُن کی زبان سے نہ نکلتا تھا، وہ ہر حال میں اللہ میاں پر بھروسہ کرتیں اور صبر و شکر کے ثواب کو ہاتھ سے نہ جانے دیتی تھیں،

بی بی اسمارضؓ بنت عمیس کے لڑکے کو جب مصر میں شہید کر دیا گیا اور ظالموں نے اُن کی نعش کی بےحرمتی کی تو اس سے زیادہ تکلیف دینے والی خبر بی بی اسمارضؓ کے لئے اور کیا ہو سکتی تھی مگر انھوں نے اس خبر کو صبر اور شکر کے ساتھ سُنا اور جا نماز بچھا کر نماز میں مشغول ہو گئیں، اُحد کی لڑائی میں رسولؐ پاک کے چچا حضرت حمزہ رضؓ شہید ہوئے کافروں نے اُن کی لاش کے ساتھ برا سلوک کیا، ناک اور کان کاٹ ڈالے آنکھیں نکال لیں جگر کو نکال کر چبایا، اُن کی بہن بی بی صفیہ رضؓ بھائی کی میت پر

آرہی تھیں، رسول پاک نے اُن کو آتا دیکھ کر حضرت زبیرؓ سے فرمایا دیکھو صفیہؓ حمزہؓ کی لاش دیکھنے نہ پائیں، کیونکہ لاش کی حالت ایسی تھی جس سے اندیشہ تھا کہ اُسے دیکھ کر وہ ضبط نہ کر سکیں گی، حضرت زبیرؓ فوراً ہی بی بی صفیہؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ رسول پاک تم کو واپس جانے کا حکم دیتے ہیں، بی بی صفیہؓ نے کہا کہ میں جانتی ہوں کہ میرے بھائی کے ناک کان کاٹ لیئے گئے، اور لاش کی بے حرمتی کی گئی، خدا جانتا ہے مجھے یہ پسند نہیں مگر پھر بھی اللہ نے چاہا تو میں ضبط سے کام لوں گی حضرت زبیرؓ نے اُن کا یہ جواب رسول پاک کی خدمت میں جا کر عرض کر دیا، یہ سُن کر آپ نے بی بی صفیہؓ کو لاش پر آنے کی اجازت دیدی، بی بی صفیہؓ وہاں پہنچیں تو بھائی کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھا مگر سوائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن اور بخشش کی دعا کے ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالا،

بی بی اُم سلیمؓ کے بچے کا انتقال ہوا تو اس وقت اُن کے خاوند ابو طلحہؓ باہر کام دھندے کے لئے گئے ہوئے تھے، بی بی اُم سلیمؓ نے بچے کو نہلایا اور کفنا کر ایک طرف رکھ دیا اور لوگوں سے کہہ دیا کہ وہ ابو طلحہؓ کو اس کی خبر نہ کریں، رات کو

ابو طلحہ رضؓ گھر میں آئے بچہ چونکہ بیمار تھا، آتے ہی بیوی سے پوچھا کہ ابو عمیر رضؓ کا کیا حال ہے، بولیں پہلے سے بہت اچھا ہے، اس کے بعد بڑے اطمینان سے کھانا لائیں اور اُن کو کھانا کھلایا جب صبح ہوئی تو ابو طلحہ رضؓ سے کہا کہ اے ابو طلحہ رضؓ اگر کوئی چیز کسی کو مانگی ہوئی دی جائے اور کچھ دنوں کے بعد اُس چیز کا مالک اپنی چیز واپس لے لے تو کیا اُس آدمی کے لئے جس کو اُس نے وہ چیز دی تھی رو کے رکھنے کا کوئی حق ہے؟

ابو طلحہ رضؓ نے کہا نہیں،

بولیں تمہارا بچہ خدا کی دی ہوئی امانت تھا، اُس پر صبر کرو ابو طلحہ رضؓ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور ضبط کیا،

اُحد کی لڑائی سے جب رسول پاکؐ واپس لوٹے تو سب صحابیات رضؓ اپنے عزیزوں اور رشتے داروں کا حال پوچھنے کیلئے آئیں اُن میں بی بی حمنہ رضؓ بنت جحش بھی تھیں حضرت رسولؐ پاک نے اُن سے فرمایا اے حمنہ رضؓ تمہارے بھائی عبداللہ شہید ہوئے، صبر کرو، انھوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور اُن کی بخشش کے لئے دعا کی، پھر آپ نے فرمایا اے حمنہ رضؓ تمہارے ماموں حمزہ رضؓ شہید ہوئے اُن پر بھی صبر کرو، اِس پر بھی

انھوں نے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا اور چپ ہوگئیں،

آجکل یہ مرض عام ہے کہ ہم دوسروں

خود پسندی سے اپنی تعریف سُن کر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگ ہماری تعریف کریں، حالانکہ رسولؐ پاک نے فرمایا کہ منہ پر تعریف کرنے والوں کے مُنہ میں مٹی بھر دو،

اپنی تعریف سننے سے آدمی میں دو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ جب لوگ اُس کے اچھے کاموں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں اور اُس کے سامنے اُس کی تعریفوں کے پل باندھتے ہیں، تو وہ سمجھتا ہے کہ میرے یہ کام سچ مچ بہت اچھے ہوں گے تب ہی تو اُن کی اتنی تعریف کی جا رہی ہے، اس خیال کے آتے ہی وہ نیک کاموں میں سُست پڑ جاتا ہے، دوسری چیز جو اپنی تعریف سننے سے پیدا ہوتی ہے اور جو اور بھی بری ہے، وہ غرور اور تکبر ہے، یعنی انسان اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگتا ہے اور اپنے سامنے دوسروں کو ذلیل خیال کرتا ہے قرآن شریف میں ہے،

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ	(کیونکہ) اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا،

حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول ﷺ پاک نے فرمایا وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا جس کے دل میں ایک ذرّے کے برابر تکبر ہو۔

بی بی عائشہ رضؓ کی اُس بیماری میں جس میں آپ نے وفات پائی حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے مزاج پوچھنے کے لیئے آنے کی اجازت چاہی آپ کسی طرح سمجھ گئیں کہ وہ آکر تعریف کریں گے اس لئے آپ اجازت دینے میں ہچکچائیں مگر بی بی عائشہ رضؓ کے بھانجوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کی سفارش کی تو فرمایا اگر تم چاہو تو بلا لو، حضرت ابن عباس رضؓ نے آتے ہی حضرت عائشہ رضؓ کی تعریف شروع کردی، حضرت عائشہ رضؓ بولیں عباس مجھ کو معاف رکھو خدا کی قسم (اس سے تو یہ اچھا تھا اور) مجھے پسند تھا کہ میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی،

خدا کا خوف اگر انسان کے دل میں اللہ میاں کا ڈر پیدا ہو جاتے تو پھر اُس سے بہت سی بُرائیاں چھوٹ جاتی ہیں، جب کبھی وہ گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو ڈرتا ہے کہ اللہ میاں مجھکو دیکھ رہے ہیں، خدا کا خوف اس میں اور گناہوں میں آڑ بنا رہتا ہے، قرآن شریف میں ہے،

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ فَاُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (سورۂ نور رکوع - ۱۲)	اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانے اور اللہ سے ڈرے تو ایسے ہی لوگ (آخر کار) اپنی مراد کو پہنچیں گے

حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسولؐ پاک نے فرمایا کہ وہ مسلمان جس کی آنکھ سے اللہ کے خوف کے مارے آنسو نکلتے ہیں، تو خواہ وہ آنسو مکھی کے سر کے برابر کیوں نہ ہوں اللہ میاں اُس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتے ہیں،

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولؐ پاک نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ میاں کہیں گے کہ اُس آدمی کو دوزخ سے نکالو، جس نے مجھے ایک دن یاد کیا یا مجھ سے کسی جگہ ڈرا،

ایک روایت میں ہے کہ حضرت رسولؐ پاک نے فرمایا کہ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو کم ہنستے اور زیادہ روتے،

بی بی اسماءؓ بنت یزید حضرت رسولؐ پاک کی خدمت میں حاضر رہتی تھیں، ایک دفعہ رسولؐ پاک نے دجّال کا قصہ اُن سے بیان کیا وہ اُس قصہ کو سن کر اس قدر روئیں کہ

بیان نہیں ہو سکتا، آپ اُٹھ کر باہر تشریف لے گئے، جب پھر تشریف لائے تو اُن کو اسی طرح روتے پایا، پوچھا کیوں رو تی ہو؟ بولیں یا رسولؐ اللہ ہمارا تو یہ عالم ہے کہ لونڈی آٹا گوندھنے بیٹھتی ہے اور ہمیں سخت بھوک لگی ہوتی ہے، ابھی وہ پکانا ختم نہیں کرتی کہ ہم بھوک سے بلبلا اُٹھتے ہیں، جب دجّال کے زمانے میں کال پڑے گا تو ہم اس وقت کیسے صبر کر سکیں گے، آپ نے فرمایا کہ اس دن تسبیح اور اللہ کا ذکر بھوک سے بچائے گا، پھر آپ نے فرمایا رونے کی ضرورت نہیں، اگر میں اُس وقت تک رہا تو میں تمھارے لیئے ڈھال کا کام دوں گا اور میرے بعد سچے اور پکے مسلمان اس عذاب سے بچے رہیں گے،

ایک دفعہ بی بی عائشہ رضؓ نے کسی بات پر قسم کھالی، پھر لوگوں کے کہنے سننے سے اس قسم کو توڑنا پڑا، آپ نے اس کے بدلے میں چالیسؔ غلام آزاد کئے، مگر جب کبھی آپ کو اس بات کا خیال آتا تو روتے روتے دامن بھیگ جاتا،

دلیری اور بہادری

انسان کی اچھی عادتوں میں بہادری اور دلیری ایک بہت

بڑا وصف ہے، اگر یہ وصف انسان میں نہ ہو تو سب عادتیں اس کے سامنے کمزور ہیں اس عادت کا اثر تمام اچھی عادتوں پر پڑتا ہے اور دلیری اور بہادری کا اثر اولاد میں آتا ہے، لڑکوں کے ساتھ لڑکیوں میں بھی اس صفت کا ہونا لازمی ہے۔ ماؤں کو چاہئے کہ وہ بچپن ہی سے بچوں کے دل بڑھائے رکھیں۔

حضرت رسول پاک کے ایک بہت مشہور صحابی گزرے ہیں، حضرت زبیرؓ، بچپن میں اُن کی کسی سے تکرار ہوگئی اُس نے بچہ جان کے اُن کو دبانا چاہا، مگر انھوں نے ایسا ہاتھ جڑا کہ جوان کا ہاتھ ہی ٹوٹ گیا، وہ فریاد لے کر حضرت زبیرؓ کی ماں کے پاس پہنچا، ماں نے سب سے پہلے یہ فرمایا کہ تم نے زبیرؓ کو کیسا پایا بزدل یا بہادر،

خندق کی لڑائی میں حضرت رسول پاک نے عورتوں کو ایک قلعے میں بھیج دیا تھا، اور اُن کی حفاظت کے لئے حضرت حسّان بن ثابتؓ کو مقرر فرمایا تھا، اس قلعے میں سب عورتیں ہی عورتیں تھیں، یہودیوں نے یہ دیکھ کر کہ سب مرد رسول پاک کے ساتھ ہیں، قلعے پر حملہ کرنا چاہا، اس ارادے سے ایک یہودی قلعے کے پھاٹک تک پہنچ گیا، اور قلعے پر حملہ کرنے کا موقع تاک ہی

رہا تھا کہ بی بی صفیہ رضؓ نے اُس کو دیکھ لیا، چونکہ وہ بہت بہادر
اور سمجھ دار تھیں فوراً حضرت حسّان رضؓ سے کہا کہ جا کر اس کو قتل کر دو
ورنہ یہ دشمنوں میں جا کر مخبری کرے گا، حضرت حسّان رضؓ کو ایک
روگ تھا جس کی وجہ سے وہ لڑائی کی طرف رخ بھی نہ کر سکتے
تھے، انھوں نے کہا کہ اگر میں اس کام کا ہوتا تو آج عورتو ں
کے ساتھ کیوں ہوتا بی بی صفیہؓ نے خیمہ کی ایک چوب اٹھا کر
یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور
وہ زندہ نہ رہ سکا جب وہاں سے پلٹیں تو حضرت حسّان رضؓ سے
کہا کہ جاؤ اُس کے ہتھیار کھول لاؤ، وہ بولے کہ مجھے اس کی ضرورت
نہیں، بی بی صفیہ رضؓ نے کہا کہ خیر اتنا تو کرو کہ اس کا سر کاٹ کر
قلعے کے نیچے پھینک دو، لیکن انھوں نے اس سے بھی انکار کیا،
آخر بی بی صفیہ رضؓ ہی نے اُس کا سر کاٹ کر قلعے کے نیچے پھینک
دیا جس سے یہودی یہ سمجھے کہ قلعے میں کچھ لوگ موجود ہیں پھر
انھوں نے قلعے پر حملہ کرنے کی ہمت نہ کی،

بی بی اُمِ عمارہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ اُحد کی لڑائی میں جب
کافر رسولؐ پاک کی طرف بڑھتے تو میں اُن کے حملے کو ڈھال
سے روکتی تھی اور میں نے اُس وقت یہ ترکیب نکالی تھی کہ جب کوئی

سوار حضرت رسولؐ پاک پر حملہ کرتا تو میں اُسں کو روکتی جب وہ پلٹتا تو اُس کے آگے بڑہنے ہی پیچھے سے تلوار کا ہاتھ اس زور سے مارتی کہ اس کے گھوڑے کے پاؤں کٹ جاتے اور گھوڑا، سوار سمیت زمین پر گر پڑتا، حضرت رسولؐ پاک یہ دیکھکر میرے بیٹے کو آواز دیتے اور میری مدد کے لیئے بھیجتے، پھر میں اور وہ اس کو ختم کر دیتے،

بی بی اسماءؓ بنت ابی بکر سعید بن عاص کی حکومت کے زمانے میں جب مدینہ منورہ میں سخت غدر مچا ہوا تھا اور فساد کا زمانہ تھا، چوریوں اور ڈکیتیوں کا زور تھا، اُس لیئے یہ ایک خنجر اپنے سرہانے رکھ کر سوتیں، لوگوں نے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتی ہیں بولیں جب کوئی چور آئے گا اور مجھ پر حملہ کرے گا تو میں اُس کا پیٹ پھاڑ دوں گی،

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خالدؓ بن ولید کی سرداری میں ایک لشکر مسیلمہ کذاب کے مقابلے کے لیئے بھیجا اس میں بی بی اُم عمارہؓ شامل تھیں، اس لڑائی میں وہ بہت بہادری کے ساتھ لڑیں یہاں تک کہ بدن پر گیارہ زخم آئے اور ایک ہاتھ کٹ گیا،

بی بی عائشہؓ بدر اور احد کی لڑائی میں اس وقت جبکہ گھمسان

کی لڑائی ہوتی تھی کاندھے پر مشک رکھے ہوئے زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔

حنین کی لڑائی میں جب کافروں نے بہت زور و شور سے حملہ کیا تو حضرت ابو طلحہ رضؓ نے بی بی اُم سلیم رضؓ کو دیکھا کہ وہ تلوار ہاتھ میں لئے کھڑی ہیں، حضرت ابو طلحہ رضؓ نے رسولؐ پاک سے کہا کہ اُم سلیم تلوار ہاتھ میں لئے کھڑی ہیں حضرت رسولؐ پاک نے اُم سلیم رضؓ سے پوچھا کہ کیا ارادہ ہے، بولیں اگر کوئی کافر میرے سامنے آئے گا تو اُس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔

عزیز بچّو! دشمنوں اور ظالموں کے سامنے، تلواروں کی چھاؤں تلے حق بات کہنے سے نہ رکنا، اور موت کو سامنے کھڑا دیکھ کر بھی سچ بولنا اور اُس پر جمے رہنا بہت بڑی دلیری اور بہادری ہے۔

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت رسولؐ پاک کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیے حضرت رسولؐ پاک نے ان کو بہت سی نصیحتیں کیں، اُن میں ایک نصیحت یہ بھی تھی کہ سچ بولو چاہے سچ کہنا دوسروں کو برا ہی کیوں نہ معلوم ہو اور حق بات کہنے میں کسی کے بُرا بھلا کہنے کی پروا نہ کرو،

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت رسولؐ پاک نے فرمایا کہ سچ بولنا ایک نیکی ہے، اور نیکی آدمی کو جنت کی طرف لے جاتی ہے، جھوٹ بولنا ایک برائی ہے اور برائی آدمی کو دوزخ میں ڈالتی ہے،

مکہ میں بی بی اسماءرضؓ کے بیٹے عبد اللہؓ بن زبیرؓ پر عبدالملک بن مروان بادشاہ کے حکم سے حجاج بن یوسف نے جو ایک بہت بڑا ظالم گزرا ہے، چڑھائی کی، اس نے حضرت عبد اللہؓ بن زبیرؓ کے ساتھیوں پر بڑے بڑے ظلم کئے اور خدا کے گھر یعنی خانہ کعبہ کی بے حرمتی کی، آخیر میں عبد اللہؓ بن زبیرؓ کو شہید کر ڈالا، اس کے بعد حجاج بن یوسف نے حضرت عبد اللہؓ بن زبیرؓ کی والدہ بی بی اسماءرضؓ کو بلایا، بی بی اسماءؓ نے جانے سے انکار کیا، پھر دوسری مرتبہ اُس نے اپنے آدمی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ خیریت چاہتی ہو تو آجاؤ، ورنہ اب کے جو آدمی بھیجا جائے گا وہ تم کو بال پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لائے گا، آپ نے پھر بھی یہی جواب دیا کہ میں نہیں جاسکتی، تیسری دفعہ خود حجاج بی بی اسماءرضؓ کے پاس آیا اور کہا دیکھا میں نے خدا کے دشمن عبد اللہؓ بن زبیرؓ کے ساتھ کیا سلوک کیا، اس پر بی بی اسماء

بالکل بے خوف ہو کر حق بات کہنے سے نہ چوکیں، اور فرمایا تو نے
اُن کی دنیا بگاڑی اور انھوں نے تیری آخرت خراب کی اور
ہاں تو جو میرے بیٹے کو "ذات النطاقین" کا بیٹا کہکر طعنہ دیتا تھا بیشک
میں نے حضرت رسولؐ پاک اور اپنے والد ابو بکر صدیق رضہ کا
کھانا نطاق (رومال) سے باندھا تھا مگر میں نے حضرت رسولؐ
پاک سے سُنا تھا کہ ثقیف کے قبیلے (خاندان) میں ایک بہت
بڑا جھوٹا اور ایک ظالم پیدا ہوگا، سو جھوٹے کو تو میں دیکھ چکی،
رہا ظالم سو وہ تو ہے، حجاج نے جب رسولؐ پاک کی یہ حدیث سنی
تو اُٹھ کر چلا گیا،

حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کی شہادت کے بعد ایک دن
حجاج بن یوسف ممبر پر بیٹھا ہوا تھا، بی بی اسماءرضہ اپنی باندی
کے ساتھ آئیں اور پوچھا امیر کہاں ہے، معلوم ہوا تو حجاج
کے پاس گئیں، وہ بی بی اسماءرضہ کو دیکھتے ہی بولا کہ تمھارے
بیٹے عبداللہ بن زبیرؓ نے خدا کے گھر (خانہ کعبہ) میں بے دینی
پھیلا رکھی تھی، خدا نے اُن کو بڑا بھاری عذاب دیا، بی بی
اسماءرضہ نے فوراً ہی جواب دیا کہ تو جھوٹ کہتا ہے، میرا بیٹا
بڑا پکا مسلمان، دیندار اور راتوں میں عبادت کرنے والا

اور بڑا پارسا تھا،

علم علم اللہ میاں کی بڑی نعمت ہے، علم ہی سے انسان اپنی بھلائی اور برائی کو پہچانتا ہے علم ہی کی وجہ سے آدمی کا مرتبہ ہر چیز سے بڑھا ہوا ہے، پڑھا لکھا آدمی جہاں کہیں جاتا ہے، لوگ اُس کی عزت کرتے ہیں، اور ہر جگہ اُس کی آؤ بھگت ہوتی ہے، علم کی دولت مال و زر کی دولت سے کہیں زیادہ عزت رکھتی ہے، تم نے دیکھا ہوگا کہ بڑے بڑے عالم اکثر روپے پیسے میں بہت کم ہوتے ہیں، مگر سمجھدار لوگ اُن کی عزت سب سے زیادہ کرتے ہیں، یہ کیوں؟ اس لیئے کہ اللہ نے اُن کو علم جیسی دولت سے مالا مال کیا ہے، پھر سب سے بڑھکر تو یہ بات ہے، کہ علم ہی سے ہم نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کو پہچانا، علم ہی آدمی کی عقل کو تیز اور دل کو کندن بناتا ہے، وہ لوگ جو علم حاصل نہیں کرتے اُن کی عزت کوئی نہیں کرتا اور نہ اُن سے کوئی سیدھے منہ بات کرنا پسند کرتا ہے، بلکہ لوگ اُن کو اپنے پاس بٹھاتے ہوئے کتراتے ہیں، ویسے بھی بے چارہ اَن پڑھ اور جاہل آدمی نقصان میں رہتا ہے علموں میں سب سے زیادہ ضروری اور مقدم قرآن شریف

اور حضرت رسول پاک کی حدیثوں کا علم ہے، قرآن شریف میں اللہ میاں نے بیان فرمایا،

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝	تم لوگوں میں جو (پورا پورا) ایمان لائے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے اللہ اُن کے درجے بلند کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اُن سب کی خبر ہے،
سورۂ مجادلہ۔ رکوع۔ ۱	

حضرت رسول پاک نے فرمایا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے، صحابیات رضہ بہت سے علم جانتی تھیں اور اُنھوں نے جس علم کو سیکھا پوری طرح سیکھا،

حضرت ابو موسیٰ رضہ بیان کرتے ہیں کہ ہم (صحابیوں) کو جب کوئی حدیث مشکل معلوم ہوتی تو اُس کو بی بی عائشہ رضہ سے پوچھتے اُس حدیث کا مطلب اُن کو ضرور معلوم ہوتا تھا،

حضرت مسروق رحہ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے بڑے بڑے صحابہ رضہ کو فرائض (میراث) کے مسئلے بی بی عائشہ رضہ سے پوچھتے دیکھا،

امام زہری رحؒ فرماتے ہیں کہ بی بی عائشہ رضؓ کا علم سب لوگوں سے بڑھا ہوا تھا، بڑے بڑے صحابہؓ اُن سے پوچھتے تھے،

بی بی اُم سلمہ رضؓ بھی حدیث کا علم خوب جانتی تھیں اور انھوں نے حضرت رسولؐ پاک کی تین سو اٹھتر (۳۷۸) حدیثیں لوگوں سے بیان کیں،

محمود بن لبید بیان کرتے ہیں کہ یوں تو حضرت رسولؐ پاک کی سب بیویوں کو آپ کی حدیثیں یاد تھیں مگر بی بی عائشہ اور بی بی ام سلمہ رضؓ کا مرتبہ حدیث کے علم میں سب سے بڑھا ہوا تھا،

بی بی اُم حبیبہ رضؓ کے حدیث کے علم میں کئی شاگرد تھے اور انھوں نے ہمارے رسولؐ پاک کی پینسٹھ (۶۵) حدیثیں صحابہؓ سے بیان کیں۔

بی بی صفیہ رضؓ کو جو حضرت رسولؐ پاک کی بیوی ہیں مسئلے مسائل کی بڑی پرکھ تھی،

صہیرہ بنت جیفر جب حج کر کے مدینہ میں بی بی صفیہ رضؓ سے ملنے آئیں تو انھوں نے دیکھا کہ کوفے کی بہت سی عورتیں مسئلے پوچھنے کے لئے اُن کے پاس بیٹھی ہوئی ہیں اور بی بی صفیہ رضؓ سب کا جواب بہت اچھی طرح دے رہی ہیں،

حضرت رسولؐ پاک کی پیاری بیٹی بی بی فاطمہ زہراؓ نے حضرت رسولؐ پاک کی اٹھارہ حدیثیں بیان کی ہیں اور حدیث کے علم میں بڑے بڑے صحابہؓ اُن کے شاگرد ہیں،

بی بی ربیعؓ بنت موذ نے حضرت رسولؐ پاک کی اکیس حدیثیں بیان کی ہیں اور اُن کا علم اتنا اچھا تھا کہ حضرت ابن عباسؓ اور امام زین العابدین رضؓ اُن سے مسئلے پوچھتے تھے،

بی بی اُم سعدؓ قرآن شریف کی تعلیم دیتی تھیں،

بی بی اُم سلیمؓ حدیث کا علم خوب جانتی تھیں، ایک دفعہ حضرت زید بن ثابت رضؓ اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا کسی مسئلے میں اختلاف ہو گیا تو دونوں نے بی بی اُم سلیمؓ کو فیصلے کے لئے پسند کیا،

اُم ورقہؓ بنت عبد اللہ یہ بی بی قرآن شریف پڑھی ہوئی تھیں، اس لئے حضرت رسولؐ پاک نے اُن کو عورتوں کا امام مقرر فرمایا تھا،

بی بی خنساءؓ بہت بڑی شاعرہ تھیں اُن کے متعلق تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عرب کی عورتوں میں خنساء جیسی شاعر کوئی عورت پیدا نہیں ہوئیں،

عرب کے ایک مشہور شاعر سے جس کا نام جریر ہے کسی نے پوچھا کہ سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ جریر نے جواب دیا اگر خنساء رضؓ کے شعر نہ ملتے تو میں کہتا کہ سب سے بڑا شاعر میں ہوں،

حضرت رسولؐ پاک کی بیوی حضرت حفصہ رضؓ لکھنا جانتی تھیں۔

بی بی رفیدہؓ بی بی اُم کبشہؓ اور بی بی حمنہ بنت جحش حکمت (طب) اور جراحی (چیر پھاڑ مرہم پٹی) کے علم کو خوب جانتی تھیں،

مُعاشرت

ماں باپ کے ساتھ سلوک

رشتے داروں اور عزیزوں میں سے سب سے زیادہ محبت اور خدمت کے مستحق ماں، باپ ہیں، قرآن شریف میں ہے،

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ } اور تمہارے پروردگار نے حکم قطعی دیدیا ہے کہ (لوگو!)

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ
الْكِبَرَ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا
تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّ
لَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ
لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ
الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ
وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا
كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا

اُس کے سوا کسی کی عبادت
نہ کرنا اور والدین کے ساتھ
حسن سلوک سے پیش آنا
(اے مخاطب) اگر والدین
میں کا ایک یا دونوں تیرے
سامنے بڑھاپے کو پہنچیں تو
تو اُن کے آگے ہوں بھی نہ
کرنا اور نہ اُن کو جھڑکنا اور
اُن سے (کچھ کہنا سننا ہو تو)
ادب کے ساتھ کہنا (سننا) اور
محبت سے خاکساری کا پہلو اُن
کے سامنے جھکائے رکھنا اور
(اُن کے حق میں) دعا کرتے رہنا
کہ اے میرے پروردگار جس
طرح انھوں نے مجھے چھوٹے
سے پالا ہے (اور میرے حال
پر رحم کرتے ہیں) تو بھی اِن پر

(اپنا رحم کیجیو)

دوسری جگہ قرآن شریف میں ہے

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ سورۃ العنکبوت رکوع ۔ ۱۲	اور ہم نے انسان کو ماں، باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا

حضرت رسولؐ پاک نے فرمایا کہ اللہ میاں ماں، باپ کے راضی ہونے سے خوش ہوتے ہیں، اور اُن کی ناراضی سے ناخوش ہوتے ہیں،

ایک صحابیؓ نے حضرت رسولؐ پاک سے لڑائی میں شامل ہونے کی اجازت چاہی، آپ نے فرمایا تمہاری ماں زندہ ہیں، بولے ہاں، فرمایا تم اُن کی خدمت کیا کرو، اس لیئے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے

ایک دوسرے صحابیؓ نے حضرت رسولؐ پاک سے پوچھا۔ اولاد پہ ماں باپ کا کیا حق ہے، فرمایا اُن کی خوشی تمہاری جنت اور اُن کا غصہ تمہاری دوزخ ہے،

حضرت ابی طفیلؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت رسولؐ پاک مقام جعرانہ میں گوشت بانٹ رہے تھے، اچانک ایک

بی بی آئیں، جب وہ حضرت رسولؐ پاک کے قریب پہنچیں تو آپ نے اُن کے لیئے اپنی چادر بچھا دی، میں نے حضرت رسولؐ پاک سے پوچھا یہ کون ہیں، ؟ فرمایا میری ماں جنھوں نے مجھ کو دُودھ پلایا تھا،

صحابیاتؓ اپنے ماں باپ کی خدمت بڑے شوق سے کرتیں اُن کا حکم بجا لانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتیں۔

بی بی فاطمہ زہرہؓ ابھی بچی تھیں کہ ایک دفعہ کافروں نے حضرت رسولؐ پاک کی گردن میں نماز پڑھتے ہوئے اونٹ کی اوجھ ڈال دی، بی بی فاطمہؓ زہرہ کو خبر ہوئی تو دوڑی ہوئی آئیں اور اِس اوجھ کو گردن سے نکالا، اور کافروں کو بُرا بھلا کہنے لگیں،

ایک دفعہ حضرت علیؓ نے بی بی فاطمہ زہرہؓ کو سونے کا ہار دیا حضرت رسولؐ پاک کو پتہ چلا تو فرمایا کیوں کیا تم یہ پسند کرتی ہو کہ لوگ کہیں کہ نبی کی بیٹی آگ کا ہار پہنتی ہے، بی بی فاطمہؓ نے اپنے والد کے حکم کی فوراً تعمیل کی اور اس ہار کو بیچ دیا،

ایک دفعہ حضرت رسولؐ پاک کسی لڑائی پر سے واپس ہوئے رسولؐ پاک کی پیاری بیٹی بی بی فاطمہ زہرہؓ نے آپ کے آنیکی

خوشی میں گھر کے دروازوں پر پردے لٹکائے، اور حضرت حسن رضہ اور حضرت حسین رضہ کو چاندی کے کنگن پہنائے، جب حضرت رسول پاک صاحبزادی کے مکان پر پہنچے تو اس زیب زینت کے سامان کو دیکھ کر واپس تشریف لے گئے بی بی فاطمہ رضہ رسول پاک کی ناراضی کی وجہ سمجھ گئیں، فوراً ہی پردوں کو پھاڑ ڈالا، اور بچوں کے ہاتھ سے کنگن اتار دیئے دونوں بچے روتے ہوئے حضرت رسول پاک کے پاس پہنچے، آپ نے دونوں کو دیکھ کر صحابہ رضہ سے فرمایا اگرچہ یہ میرے بچے ہیں، مگر میں نہیں چاہتا کہ وہ ایسی فضول چیزوں میں پڑیں اس کے بدلے میں فاطمہ رضہ کو ایک عصیب کا ہار اور ہاتھی دانت کے دو کنگن خرید لادو،

باپ کی محبت کا اندازہ تم اس سے کر سکتی ہو کہ حضرت رسول پاک کی پیاری بیٹی، بی بی فاطمہ زہرہ رضہ کو رسول پاک کی وفات کا اس قدر صدمہ تھا کہ آپ کی وفات کے بعد ساری عمر بی بی فاطمہ رضہ کو کسی نے ہنستے نہیں دیکھا،

رشتے داروں کے حقوق

ماں باپ کے بعد آدمی کے ذمہ اپنے رشتے داروں کے حق ہیں، آدمی سے جہاں تک ہو سکے اپنے رشتہ دارو

اور عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے قرآن پاک اور حدیث شریف میں اپنے رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے قرآن کریم میں ہے،

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ط	اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراؤ اور ماں، باپ اور رشتے داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور قرابت والے پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور مسافروں اور جو (لونڈی غلام) تمھارے قبضے میں ہیں اُن (سب کے) ساتھ سلوک کرتے رہو،،
(سورۃ النساء- رکوع- ۲	

حضرت رسولؐ پاک فرماتے ہیں کہ جو آدمی چاہے کہ اس کی روزی میں برکت ہو اور اس کو بڑی عمر دی جائے، تو اس کو اپنے رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیئے،

صحابیاتؓ رسولؐ پاک کے اِس حکم کی بڑی پابند تھیں یہاں تک

کہ وہ حضرت رسولؐ پاک کے حکم سے اپنے کافر عزیزوں کے ساتھ
بھی جائز طور پر اچھا سلوک کرتیں،

حضرت رسولؐ پاک نے جس روز مکہ فتح ہوا اس دن
حضرت اُم ہانی رضؓ کے گھر کو پناہ کی جگہ مقرر کیا تھا، اور فرمایا تھا
کہ جو آدمی اُم ہانی رضؓ کے گھر میں پناہ لے گا اس کو امن ہے اس
دن حضرت اُم ہانی رضؓ نے اپنے دو دیوروں کو جو ایمان نہیں لائے
تھے پناہ دی،

بی بی زینب رضؓ کے پاس ایک مرتبہ حضرت عمر رضؓ نے اُن
کی سالانہ تنخواہ بھیجی، جس کی گنتی بارہ ہزار تک تھی، آپ نے وہ
سب روپیہ اپنے عزیزوں میں بانٹ دیا،

بی بی حفصہ رضؓ نے اپنا ایک مکان اپنی کسی رشتے دار بیوی
کو ساری عمر کیلئے دیدیا تھا،

شوہر کی محبت

سب سے بڑی چیز عورت کے
ذمہ اپنے شوہر کی محبت، اس کی اطاعت،
اور اس کی خدمت ہے، وہ گھرانے جہاں عورتیں اپنے خاوندوں
کی فرماں برداری کرتی ہیں اور اُن کے حکموں پر چلتی ہیں، ہمیشہ لڑائی
جھگڑوں سے پاک و صاف رہتے ہیں، اور خاوند و بیوی کی زندگی

بڑے آرام سے گزرتی ہے ، مگر جہاں عورتیں اپنے خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہوں ، اُن کی ہر بات کا جواب سختی سے دیتی ہوں اُن سے بات بات میں جھگڑتی ہوں وہ گھر تھوڑے ہی دن میں دوزخ کا نمونہ بن جاتا ہے ، اور ایسے گھروں سے تمام خیر و برکت اُٹھ جاتی ہے ،

بی بی اُم سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسولؐ پاک نے فرمایا کہ جو عورت اس حال میں مرے کہ اُس کا خاوند اُس سے خوش ہو وہ جنت میں داخل ہوگی ،

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت رسولؐ پاک نے فرمایا کہ جس عورت کا خاوند اس سے ناراض ہو ایسی عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ اس کا کوئی نیک کام مقبول ہوتا ہے ، ایک روایت میں ہے کہ حضرت رسولؐ پاک نے فرمایا اگر میں کسی کو کسی کے لیئے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں (مگر سجدہ سوائے خدا کے کسی کے لیئے جائز نہیں)

بدر کی لڑائی میں حضرت رسولؐ پاک کی بیٹی بی بی زینبؓ کے خاوند ابوالعاص بھی دوسرے قیدیوں کے ساتھ قید ہوکر آئے

یہ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے، جب اس ماجرے کی خبر
مکہ والوں کو ہوئی تو ہر ایک نے اپنے عزیزوں کی طرف حضرت
رسول پاک کی خدمت میں فدیہ[۵] کا کچھ روپیہ بھیجا کہ اُسے قبول کر لیا
جائے اور اس کے بدلے میں قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے بی بی
زینبؓ اس وقت مکہ ہی میں تھیں، انھوں نے بھی اپنے دیور کے
ہاتھ اپنے خاوند کی رہائی کے لئے ایک ہار بھیجا، یہ ہار بی بی زینبؓ
کی ماں حضرت خدیجہ رضؓ نے بیٹی کو جہیز میں دیا تھا، جب وہ رسولؐ
پاک کے سامنے لایا گیا تو حضور کے آنسو جاری ہو گئے، آپ نے
صحابہ رضؓ سے فرمایا کہ اگر تم مناسب سمجھو تو زینبؓ کے خاوند کو چھوڑ دو
اور اس کا ہار بھی واپس کر دو یہ اُس کے پاس اس کی ماں کی
نشانی ہے، چنانچہ وہ چھوڑ دیئے گئے اور ہار بھی واپس کر دیا
گیا،

بی بی حمنہ رضؓ کے خاوند جب اُحد کی لڑائی میں شہید ہوئے
تو وہ یہ خبر سن کر بیخودی کے عالم میں چیخ اُٹھیں،

بی بی خدیجہ رضؓ (یہ حضرت رسولؐ پاک کی بیوی ہیں)
سے جہاں تک ہو سکتا تھا مصیبت کے موقعوں پر حضرت رسولؐ
پاک کی مدد کرتیں، انھوں نے اپنے بہت سے مال اور دولت کو

---

[۵] بدلہ دینا۔ جنگ کے قیدیوں کو روپیہ دے کر چھڑانا۔

اپنے خاوند حضرت رسولؐ پاک پر نچھاور کیا ،

جب ہمارے رسولؐ پاک کے پاس پہلے پہل حضرت جبریل (جو خدا کے بڑے مقرب فرشتے ہیں) خدا کا کلام لے کر آئے تو آپ ڈر گئے آپ نے گھر آکر یہ حال بی بی خدیجہ رضہ سے بیان کیا، بی بی خدیجہ رضہ نے آپ کو بہت تسلی اور تشفی دی اور کہا آپ گھرائیں نہیں اللہ آپ کا ساتھ نہیں چھوڑے گا اس لئے کہ آپ لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں، بیکسوں اور غریبوں کی مدد کرتے ہیں، مہمانوں کی خاطر و تواضع کرتے ہیں ۔

حضرت رسولؐ پاک کی بیٹی حضرت زینب رضہ کے خاوند بڑے تجربہ کار تاجر تھے اور امانتوں کے ادا کرنے میں بہت مشہور تھے مکہ میں اُن کی بڑی ساکھ تھی ، قریش اُن کو اپنا مال بیچنے کیلئے دیتے تھے ، ہجرت کے چھٹے سال ، ابوالعاص بہت سا مال اور اسباب لے کر تجارت کے لیئے ایک قافلے کے ساتھ شام کے ملک کی طرف چلے ادھر مدینہ میں خبر پہنچی کہ قریش کا قافلہ تجارت کے لیئے شام کی طرف جا رہا ہے ، حضرت رسولؐ پاک نے کچھ لوگوں کو قافلے کے مقابلے کے لیئے بھیجا ، راستے میں مسلمانوں نے اس قافلے کا مقابلہ کیا اور قافلے والوں کو پکڑ کر حضرت رسولؐ

پاک کے پاس لائے، مگر کسی نے ابوالعاص کو کچھ نہیں کہا ابوالعاص نے جب یہ رنگ دیکھا تو فوراً مدینہ پہنچے، اس وقت حضور کی صاحبزادی حضرت زینبؓ مدینہ میں موجود تھیں، ابوالعاص نے اُن سے پناہ مانگی، حضرت زینبؓ نے اُن کو اپنی پناہ میں رکھا اور اُن کا مال واپس کرنے کے لئے بھی حضرت رسولؐ پاک سے کہا سُنا، حضرت رسولؐ پاک نے لوگوں سے کہا کہ تم میرے اور ابوالعاص کے رشتے کو جانتے ہو، اگر تم اس کا مال واپس کر کے اس پر احسان کرو گے تو میری خوشی کا سبب ہو گا ورنہ تمہیں اختیار ہے، یہ سنتے ہی سب نے اُن کا سارا مال واپس کر دیا، ابوالعاص اپنا تمام مال اور اسباب واپس لے کر مکہ پہنچے اور جس جس کی جو امانتیں تھیں وہ ادا کر کے مسلمان ہو گئے

خاوند کی خدمت

صحابیات رضؓ اپنے خاوند کی بڑی خدمت کرتیں اور اُن کے حکموں کو خوشی خوشی بجالاتی تھیں،

بی بی اسماء رضؓ کے خاوند حضرت زبیر رضؓ بہت غریب تھے بی بی اسماء رضؓ بیان کرتی ہیں کہ جب میری شادی اُن سے ہوئی تو اُن کے پاس کوئی غلام، باندی خدمت کرنے کیلئے نہ تھی،

صرف ایک گھوڑا اور ایک اُونٹ تھا، اِن جانوروں کے
گھاس دانے کی خبر لینا میرے ذمہ تھی، حضرت رسولؐ پاک
نے میرے خاوند حضرت زبیرؓ کو مدینہ سے کچھ فاصلہ پر ایک
کھجور کا باغ عطا فرمایا تھا، میں وہاں سے ہر روز گٹھلیاں جمع
کر کے سر پر اُٹھا لاتی، اُن کو چکی میں دلتی اور گھوڑے کو کھلاتی
پانی بھرتی، ڈول کھینچتی، اور سارا کام دھندا اپنے ہاتھ سے کرتی،

اولاد کی پرورش

اولاد کی پرورش اور بچوں کی تربیت میں عورتوں کو بڑا دخل ہے
کیوں کہ بچپن میں بچہ ماں ہی کے پاس رہتا ہے، اگر ماں بچے کی
اچھی پرورش کرے گی اور اس کو عمدہ عادتیں سکھائے گی تو
آگے چل کر وہ بچہ ہونہار اور ایک نیک انسان بنے گا، لیکن اگر
ماں نے بچے کی پرورش پر توجہ نہ کی، اور اس کی عادتوں کو نہ
سنوارا، تو اس بچے کے درست ہونے کی کوئی اُمید نہیں کی جا سکتی،
حضرت رسولؐ پاک نے فرمایا بہترین عطیہ جو باپ اپنے بیٹے
کو دے سکتا ہے وہ ادب کی تعلیم ہے،
ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت رسولؐ پاک نے فرمایا کہ
جو آدمی اپنی دو لڑکیوں کی اُن کے جُدا ہونے کے زمانے تک عمدہ

تربیت کرتا رہے، تو وہ اُس کی نجات اور جنت میں داخل ہونے کا سبب بن جائیں گی،

صحابیاتؓ کو بچوں کی پرورش، اور اُن کی تربیت کا بڑا خیال رہتا تھا۔

حضرت رسولؐ پاک نے بی بی اُم ہانیؓ کو اُن کے بیوہ ہو جانے پر نکاح کا پیغام دیا تو انھوں نے عذر کیا اور کہا اس سے زیادہ میری خوش قسمتی کیا ہو سکتی تھی، مگر عورت پر خاوند کا بہت بڑا حق ہے، اس لیئے میں ڈرتی ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خاوند کے حق ادا کرنے میں بچوں کی پرورش اور تربیت کی طرف سے غافل ہو جاؤں اور، اگر بچوں کی پرورش کروں گی تو ڈر ہے کہ خاوند کے حق ادا کرنے میں مجھ سے کوتاہی ہو۔

بی بی ام سلیمؓ جب بیوہ ہوئیں تو اُن کے بیٹے حضرت انسؓ بہت چھوٹے تھے، لوگ جب بی بی اُم سلیمؓ کو نکاح کا پیغام دیتے تو آپ ہمیشہ یہ فرماتیں کہ جب تک میرا بچہ انسؓ مجلسوں میں اٹھنے بیٹھنے اور بات چیت کے لائق نہ ہو جائے گا اس وقت تک میں نکاح نہ کروں گی، پھر ماں نے بیٹے کی ایسی اچھی تربیت کی کہ حضرت انسؓ خود فرماتے ہیں کہ اللہ میری ماں کو اچھا بدلہ دے کہ انھوں

نے میری بہت خوب تربیت اور پرورش کی۔

سوتیلی اولاد کے ساتھ سلوک

ہمارے ملک میں یہ بہت برا رواج ہے کہ عورتیں اپنی سوتیلی اولاد کو بہت ذلیل سمجھتی ہیں اور اُن کے ساتھ عام طور پر برا سلوک کرتی ہیں جہاں کہیں اُن کو موقع ملتا ہے اپنی سوتیلی اولاد کی برائیاں بیان کرتی ہیں، اپنے خاوند کے سامنے سوتیلی اولاد کی بُرائیاں بیان کر کے باپ اور اولاد کے دل میں فرق ڈال دیتی ہیں، یہ بہت برا دستور ہے اور اللہ میاں اس سے ناراض ہوتے ہیں،

حضرت رسولؐ پاک نے فرمایا کہ تم دو آدمیوں میں بُرائی ڈلوانے سے بچو، اس لئے کہ یہ عادت انسان کو تباہ کر دینے والی ہے،

صحابیاتؓ کے یہاں سگی، اور سوتیلی اولاد کا کوئی فرق نہ تھا وہ دونوں اولادوں کو ایک نظر سے دیکھتی تھیں اور دونوں سے برابر محبت کرتی تھیں،

بی بی عائشہ رضؓ کی سوتیلی بیٹی حضرت فاطمہ زہرہ رضؓ ہیں، مگر وہ اپنی بیٹی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت رسولؐ پاک کے سوا فاطمہ رضؓ سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا،

ایک دوسری جگہ بی بی عائشہ رضہ اپنی بیٹی فاطمہ رضہ کی تعریف کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میں نے اٹھنے، بیٹھنے، چلنے، پھرنے عادات اور اطوار میں بات چیت میں حضرت رسول ص پاک جیسا فاطمہ رضہ سے زیادہ کسی کو نہیں پایا،

کسی نے بی بی عائشہ رضہ سے پوچھا کہ حضرت رسول ص پاک کس سے زیادہ محبت کرتے تھے، فرمایا فاطمہ رضہ سے،

جب بی بی فاطمہ زہرہ رضہ کی شادی ہوئی تو حضرت عائشہ رضہ نے شادی کا سب سامان درست کیا، کھجور کی چھال بھر کر تکیے بنائے، گھر کی صفائی کی اور بیٹی کے وہ سب حق ادا کیئے جو ماں کے ذمے ضروری ہیں،

حضرت فاطمہ رضہ کی شادی کے بعد بھی، بی بی عائشہ رضہ اور فاطمہ رضہ کے گھر میں کچھ فاصلہ نہ تھا، دونوں گھروں کے بیچ میں ایک دیوار تھی، اور اس دیوار کی کھڑکی نے دونوں گھروں کو ایک ہی بنا رکھا تھا، مگر ہر وقت کا میل جول ہوتے ہوئے بھی ماں بیٹی کی محبت میں کبھی فرق نہ آیا۔

یتیموں کی پرورش

آج ہمارے یہاں کوئی یتیم بچہ مصیبت کا مارا پرورش کیلئے

آجاتا ہے، چاہے وہ ہمارا قریب کا رشتے دار ہی کیوں نہ ہو تو ہمارے گھر کا ہر آدمی اس کو ذلیل سمجھتا ہے، ہم بغیر جھڑکی اور ڈانٹ ڈپٹ کے اس سے بات نہیں کرتے، بچا کچا کھانا اسکو کھلاتے ہیں، اپنے بچوں کی اتارن اس کو پہناتے ہیں اور یتیم کی پرورش کو ایک بوجھ سمجھتے ہیں، حالانکہ قرآن پاک اور حدیث شریف میں یتیموں کی پرورش کرنے اور اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے، قرآن پاک میں ایک جگہ ہے،

قُلْ مَآ أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ٥ (سورۃ البقر - رکوع -۸)	(اے پیغمبر ان کو) سمجھا دو کہ (خیر خیرات کے طور پر) جو مال بھی خرچ کرو تو (وہ تمہارے) ماں باپ کا حق ہے اور رشتے داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا اور تم کوئی سی بھلائی بھی (لوگوں کے ساتھ) کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے،

قرآن شریف میں دوسری جگہ ہے،

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝] یتیم پر کسی طرح کا ظلم نہ کرنا،
(پارہ عم۔ سورۂ والضحیٰ۔ رکوع ۱۷)]

حضرت رسولؐ پاک نے فرمایا مسلمانوں کے گھروں میں سب سے اچھا وہ گھر ہے جس میں یتیم ہو، اور اُس گھر کے رہنے والے اُس سے اچھا برتاؤ کریں، اور سب سے بُرا وہ گھر ہے کہ اس میں یتیم ہو اور اس گھر کے رہنے والے اس سے بُرا سلوک کریں،

ایک دفعہ حضرت رسولؐ پاک نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا میں اور یتیم پر احسان کرنے والا جنت میں اسقدر قریب ہوں گے،

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسولؐ پاک سے ایک آدمی نے پوچھا کہ میرا دل بہت سخت ہے مجھے کیا کرنا چاہیئے آپ نے فرمایا کہ تم یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا کرو اور مسکینوں کو کھانا کھلاؤ،

بی بی عائشہؓ کے بھتیجے یتیم ہو گئے تو آپ نے اُن کی پرورش کی،

حضرت زینبؓ بہت سے یتیموں کو پالتی تھیں،

مسلمانوں کی تباہی کا سب سے بڑا

فضول خرچی سبب فضول خرچی ہے اکثر تم نے دیکھا ہوگا کہ محض نام و نمود کے لئے مسلمان سود پر قرض سے کر پانی کی طرح روپیہ بہاتے ہیں، اور اُن سارے رسم رواج کو پورا کرتے ہیں جو ہمارے مذہب کے بالکل خلاف ہیں، یہ سب کچھ زیادہ تر عورتوں ہی کی وجہ سے ہوتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ زمین، جائداد، گھر بار سب کا سب سود میں چلا جاتا ہے، اور فضول رسموں کے پابند لوگوں کو اللہ میاں کے حکم نہ ماننے کی سزا میں غریب اور محتاج ہو کر اس دنیا میں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھانا پڑتی ہیں۔

حضرت رسولؐ پاک نے فرمایا کھاؤ خیرات کرو، اور پہنو اس حد تک کہ فضول خرچی اور تکبر نہ کرو،

وہ نام و نمود جس کے پیچھے ہم دیوانے ہوئے جاتے ہیں اس کے بارے میں ایک دن حضرت رسولؐ پاک نے لوگوں سے فرمایا کہ مجھے تمہارے شرک اصغر (چھوٹے شرک) میں پھنس جانے کا بہت زیادہ ڈر ہے، لوگوں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ شرک کیا ہے، آپ نے فرمایا کہ دکھاوا

نام و نمود،

صحابیاتؓ کی شادیاں بڑی سادگی سے ہوتی تھیں اور نام و نمود کا اُن میں ذرا دخل نہ تھا،

حضرت رسولؐ پاک نے اپنی پیاری بیٹی بی بی فاطمہ زہراؓ کو جہیز میں صرف ایک مشکیزہ، ایک پیالہ۔ دو چکیاں، اور کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا ایک تکیہ دیا تھا،

اسی طرح حضرت رسولؐ پاک نے اپنی بیویوں کو شادی کے موقع پر جو سامان دیا وہ بھی ایک چکی ایک گھڑے اور ایک چمڑے کے تکیہ کے سوا (جو کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا تھا) کچھ نہ تھا،

اس سے یہ مطلب نہیں کہ اللہ میاں نے اگر کسی کو مال دار بنایا ہے تو وہ اپنے مال کو جائز طور پر بھی خرچ نہ کرے یہ تو ٹھیک نہیں،

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت رسولؐ پاک نے ایک آدمی کو جو نہایت میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھا، دیکھ کر فرمایا دیکھو اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ کپڑے دھو لیا کرے،

ایک دفعہ ایک آدمی میلے کپڑے پہنے ہوئے آپ کے پاس آیا حضرت رسولؐ پاک نے اُس سے پوچھا کہ اللہ میاں نے تم کو کچھ دیا بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا جب خدا نے تم کو نعمت دی ہے تو اُس کا اظہار تمہاری صورت سے بھی ہونا چاہیئے،

گھر کے کام کاج

اس زمانے میں ہمیں اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتے ہوئے شرم آتی ہے، ہم اپنے ہر کام میں نوکروں کے محتاج ہیں، عورتوں کی تو یہ حالت ہے کہ چاہے خاوند کو خادمہ رکھنے کی توفیق ہو یا نہ ہو، اُن کو ایک ماما ضرور چاہیئے، جو گھر کے سارے کام دھندے کو سنبھالے رہے، اور انھیں کچھ کام نہ کرنا پڑے یہ عادت بہت بُری ہے اور ایسی آرام طلبی سے آدمی سست اور کاہل ہو جاتا ہے، اِس عادت کا اثر آدمی کی صحت پر بھی پڑتا ہے اور روز بروز اُس کی صحت خراب ہونے لگتی ہے، آخر میں وہ کسی کام کا نہیں رہتا، جہاں مردوں کو صحت قائم رکھنے کے لئے ورزش ضروری ہے، وہاں عورتوں کے لئے بھی ورزش لازمی ہے، اور ہماری شریف بیبیوں کے

لیئے گھر کے کام دھندے سے بڑھکر اور کوئی ورش نہیں،،

حضرت اسود رض نے بی بی عائشہ رض سے پوچھا کہ حضرت رسول ص پاک گھر میں کیا کیا کرتے تھے، بولیں آپ گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے، جب نماز کا وقت آتا تو نماز کیلئے تشریف لے جاتے،

ایک دوسری جگہ بی بی عائشہ رض بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسول ص پاک اپنے جوتوں کو آپ گانٹھ لیتے، اپنے کپڑوں کو آپ سی لیتے، اور اپنے گھر کے کام دھندے خود کرتے تھے،،

صحابیات رض اپنے گھر کا کام کاج آپ کریں اور اُسے کوئی عیب نہ سمجھتی تھیں،

حضرت رسول ص پاک کی پیاری بیٹی بی بی فاطمہ زہرہ رض کے پانی بھرتے بھرتے نیل پڑ گئے تھے، جھاڑو دیتے دیتے کپڑے میلے ہو جاتے تھے، چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے تھے،

اسی طرح حضرت رسول ص پاک کی بیویاں اپنے کام آپ کرتی تھیں، بی بی عائشہ رض نے ایک دفعہ حضرت رسول ص پاک کے لیئے جَو پیسے، اُن کی روٹی پکائی اور آپ کو کھانا کھلایا،،

دست کاریاں سگھڑ لڑکیاں اپنا وقت کھیل کود میں نہیں کھوتیں، بلکہ اُن کو جو وقت ملتا ہے، جو موقع ہاتھ آتا ہے اس میں سینا، پرونا پکانا ریندھنا دوسرے کام دھندے اور دست کاریاں جو بچوں کے لئے ضروری ہیں سیکھتی ہیں، بچپن میں کسی ہنر کا سیکھ لینا ساری عمر کام آتا ہے اور ہنر جاننے والا آدمی کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوتا، دست کاری اور ہنر آدمی کے بُرے بھلے وقت کے ساتھی ہیں، غربت اور تنگ دستی کے زمانے میں آدمی کو اپنے ہنر سے بہت مدد ملتی ہے، اور ہنر مند بہت سی ذلتوں سے بچتا ہے،

بہت سی صحابیات ہنر اور دست کاریاں جانتی تھیں اپنے بچوں کو اسی ہنر اور دستکاری کے ذریعہ پالتی تھیں،

بی بی سودہ طائف کی کھالیں بنانی اور اُن کا رنگنا جانتی تھیں،

بی بی فاطمہ بنت شیبہ، سینا، پرونا بہت اچھا جانتی تھیں

بی بی صفیہ کھانا بہت خوب پکاتی تھیں،،

بہت سی صحابیات ؓ کپڑا بنتی تھیں جو اُن کے اور اُن کے بال بچوں کے لئے بس ہوتا ،،

بی بی اُمِ زیادرضؓ بی بی اُمِ اشجعیہ رضؓ اور کئی بیبیاں چرخا کاتنا جانتی تھیں، خیبر کی لڑائی میں اِن سب بیبیوں نے چرخا کات کر اس سے مسلمانوں کی مدد کی تھی،

عزیز بچیو! اب ہم اس کتاب کو ختم کرتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ میاں ہمیں، تمھیں اور سب مسلمانوں کو اپنے بزرگوں کے قدم بقدم چلنے کی توفیق دے ؛ آمین

